ہفت روزہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۳ • شمارہ نمبر: ۲۶
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

4949362

مردِ خدا کا یقین
افضل البشر بعد الانبیاءؓ
کی
سیرت

فتنۂ قادیانیت اور پیامِ اقبالؒ

نغماتِ ختمِ نبوت

ترتیب وتدوین : محمد طاہر رزاق

○ شاعری کی فصیح وبلیغ زبان میں نبیؐ کائنات خاتم النبیین جناب محمد عربی ﷺ کی ہمہ گیر، ہمہ جہت اور زمان ومکان کی قیود سے بالاتر نبوت ورسالت کا بیان۔
○ عقیدہ ختمِ نبوت کی اہمیت، نزاکت اور صداقت کا تذکرہ۔
○ دجّالِ قادیان مرزا قادیانی اور فتنۂ قادیانیت کا علمی اور عقلی محاسبہ۔

اس عہد کی منظوم داستان

- جب عشقِ ختمِ نبوت ایک جرم تھا۔
- جب گلیوں اور سڑکوں پر ایمان اور ارتداد نبرد آزما تھے۔
- جب سینکڑوں مقتلوں کی زمینوں کو شہیدانِ ختمِ نبوت اپنے خونِ مقدس سے سیراب کر رہے تھے۔
- جب آدم خور جنرل اعظم خان عاشقانِ رسولؐ کی لاشوں کے ڈھیر لگا کر ظلم وبربریت کی تاریخ میں ہلاکو اور چنگیز سے اپنا قد اونچا کر رہا تھا۔

چند شعرائے کرام

علامہ اقبالؒ ○ مولانا ظفر علی خانؒ ○ علامہ طالوتؒ ○ آغا شورشؒ ○ اکبر الٰہ آبادیؒ مظفر وارثی ○ ساغر صدیقیؒ امین گیلانی ○ جانباز مرزاؒ ○ سیف الدین سیفؒ نعیم صدیقی ○ وقار انبالویؒ ○ حفیظ رضا پسروری ○ حنیفؒ رضا ○ حکیم آزاد شیرازیؒ عارف صحرائی ○ سائیں حیاتؒ ○ شریف ماہی اور دیگر درجنوں!

دیباچہ نگار: پروفیسر محمد منور ◉ مظفر وارثی ◉ نذیر احمد غازی

بہترین کاغذ ○ دیدہ زیب پرنٹنگ ○ جاذب نظر چار رنگہ ٹائیٹل ○ صفحات : ۲۹۶

قیمت ۹۰ روپے ◉ مجاھدین ختم نبوت کیلئے صرف ۴۰ روپے + ۱۰ روپے خرچہ ڈاک

پڑھیے اور تحفظ ختمِ نبوت کیلئے آگے بڑھیے!

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۲۶ ● بتاریخ ۲۲ جمادی الاخریٰ تا ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۵ھ ● بمطابق ۲۶ نومبر تا ۲ دسمبر ۱۹۹۴ء

اس شمارے میں

۱۔ اداریہ ____ ۴
۲۔ عظمت قرآن کریم اور تلاوت کے اثرات و فوائد ____ ۶
۳۔ تحریک نفاذ شریعت اور تلخ حقائق ____ ۹
۴۔ نیکی کے کاموں میں ریس اور دوڑ لگاؤ ____ ۱۰
۵۔ مرد خدا کا یقین ____ ۱۲
۶۔ خوش قسمت بی اماں ____ ۱۴
۷۔ قادیانیت اور پیام اقبال ____ ۱۸
۸۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد ____ ۲۱
۹۔ قادیانیت اور حضرت عیسیٰ ____ ۲۳
۱۰۔ وفاقی وزارت تعلیم کا افسوس ناک فیصلہ ____ ۲۵
۱۱۔ اسلامی نظام عدل ____ ۲۶
۱۲۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی شوریٰ کے فیصلے ____ ۲۹

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

مینیجر
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

بیرون ملک چندہ
امریکہ ۔ کینیڈا ۔ آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۴۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۴۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر : عبدالرحمٰن باوا ○ طابع : سید شاہد حسن ○ مطبع : القادر پرنٹنگ پریس ؛ مقام اشاعت : ۴۳ بریڈ لائن کراچی

وقت کی پکار ــ: اسلام کا نفاذ

اسلام کی تضحیک اور اسلامی تعلیمات پر تشکیک و شبہات کے حملوں کو مسلمان کب تک برداشت کرتے رہیں گے

آئین پاکستان میں بڑی وضاحت کے ساتھ "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کے الفاظ جگہ جگہ ذکر کئے گئے ہیں' اور یہ بھی بڑی وضاحت کے ساتھ اس میں درج ہے کہ "اسلام" مملکت خداداد کا سرکاری دین (مذہب) ہے۔

چوتھی متفقہ ترمیم کے ذریعہ دفعہ ۲۶۰(۳) کے تحت یہ بات بھی آئین پاکستان کا حصہ قرار پائی کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں' آپ کے بعد کوئی شخص نبوت کا کسی بھی نوعیت میں دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے' دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور ایسے شخص کو نبی یا مصلح ماننے والے لوگ امت مسلمہ کا حصہ تصور نہیں کئے جائیں گے۔

اور پھر آٹھویں ترمیم کے ذریعہ دفعہ ۲۹۸۔ سی کے تحت کسی بھی غیر مسلم کو مسلمانوں کے مذہبی شعائر اپنانے کی قطعاً" اجازت نہیں۔ غیر مسلم اپنی عبادت گاہ کا نام مسجد رکھ سکتے ہیں نہ ہیئت و تعمیر میں مسجد کی مشابہت اختیار کر سکتے ہیں۔ قرآن کریم اور کلمہ اسلام کا اپنی زبان و تحریر میں استعمال ان کے لئے قانوناً" جائز نہیں۔

جناب صدر محترم! آپ نے اپنے حلف صدارت میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر آئین پاکستان کی حفاظت' پاسداری اور اس پر عملدر آمد کرنے اور کرانے کا عہد و پیان کیا ہے۔ اس عہد و پیان کے بعد منجانب اللہ آپ پر آئین کی قانونی و عملی ہر اعتبار سے حفاظت کی وہ عظیم ذمہ داری عائد ہو چکی ہے جس کے ایفاء میں دنیا و آخرت کی سرخروئی اور کامیابی کی راہیں آپ کے لئے روشن ہو جاتی ہیں۔ بصورت دیگر اللہ تعالیٰ کے رحیم و رؤف ہونے پر نظر کے ساتھ اس کی "ذوا لبطش" و "ذو انتقام" صفات کو نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہئے۔

جناب محترم! آپ یقیناً باخبر ہوں گے کہ مئے اقتدار کے نشے میں بدمست وزراء اور ارباب حکومت آئین پاکستان کے بنیادی نظریہ "اسلام" کے بالمقابل سیکولرزم کی خوبیوں اور "برکات" کی مسلسل تبلیغ و تشہیر کرتے پھر رہے ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا نظریاتی و عملی دونوں پہلوؤں سے اسلامی تعلیمات کی تضحیک پر مبنی پروپیگنڈے میں مصروف ہے۔ صحافتی سطح پر بیانات و مضامین کی صورت میں سوشل کلچر کی حمایت اور بنیاد پرستی کی مذمت کے عنوان سے سیکولرزم کا پرچار اور اس کی تبلیغ اس انداز سے جاری ہے' جیسے کھیتی بونے سے پہلے زمین تیار کی جاتی ہے۔

اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کے بنیادی مقصد و مدعا "اسلام کے عملی نفاذ" اور "اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر اسلامی فلاحی معاشرہ و مملکت کے قیام" کو مشکوک قرار دے کر سیکولرزم کے قیام و ترویج کو حصول پاکستان کا اولین مقصد ثابت کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے۔ اس کے لئے سرکاری سرپرستی میں ورکشاپس اور سیمینار منعقد کئے جا رہے ہیں۔ علامہ اقبال اور قائد اعظم جیسی محترم ہستیوں پر سیکولرزم کے علمبردار ہونے کا بہتان باندھ کر عوام کے سامنے ان کی شخصیتوں کو داغدار کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور تقسیم ہند کے فارمولے کو غیر معقول اور قیام پاکستان کو غلط اقدام قرار دیا جا رہا ہے یہ ان لاکھوں قربانیوں کی توہین و تذلیل کے مترادف ہے جو قیام پاکستان کی راہ میں پیش کی گئیں۔ ان تمام کارروائیوں پر بے دریغ قومی دولت کا بڑا حصہ پانی کی مانند بہایا جا رہا ہے۔ حیرت انگیز پہلو یہ ہے کہ یہ سب کچھ آئین پاکستان کی حفاظت و نفاذ کی حلف برداری و عہد پیمائی کے باوجود کیا جا رہا ہے۔

صدر محترم! ملک میں ہونے والی ہر اچھی بری کارگزاری سے باخبر رکھنے کے لئے بے شمار ایجنسیوں کی رپورٹوں پر مبنی "تمام صورت حال" یقیناً آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہوگی۔ جس سے ملک میں ہونے والی ہر کارروائی سے آپ لمحہ بہ لمحہ باخبر رہتے ہیں۔ پاکستان کے مسلمان عوام کی اسلام سے جذباتی وابستگی سے آپ باخبر ہیں۔ ایسی صورت میں حکومتی سطح پر سرکاری سرپرستی میں اسلام کی تضحیک اور اسلامی تعلیمات پر تشکیک و شبہات کے حملوں کو مسلمان کب تک برداشت کرتے رہیں گے؟

جناب صدر! "جماعتی مفادات" اور "ذاتی خیالات" سے بالاتر ہو کر "صدر پاکستان" کے مقدس اور ذمہ دار منصب کی حیثیت سے صورتحال کا بغور مطالعہ کر کے آئین پاکستان کی حفاظت و عملی نفاذ کے عہد اور حلف وفاداری کے تقاضوں پر نظر رکھئے' صورتحال کی صحیح سمت میں رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہوئے پاکستان کی بنیاد پر تیشہ زنی کے عمل کو رکوایئے۔

محترم صدر پاکستان! چوتھی اور آٹھویں ترمیم کے ذریعے غداران ختم نبوت کی ملک و ملت اور دین اسلام کے خلاف سرگرمیوں کو روکنا اور ان پر قدغن لگانا بھی عہد و پیان اور حلف برداری کے زمرے میں شامل ہے۔

مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے جس طرح قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے چشم پوشی بلکہ ان کی ارتدادی سرگرمیوں کی علی الاعلان سرپرستی و حوصلہ افزائی کی روش اختیار کر رکھی ہے' مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کا باعث بن رہی ہے۔ قادیانیوں کی عبادت گاہوں کے مسجد کے نام پر حکومتی مشیر افتتاح کر رہے ہیں۔ سرکاری اہلکاروں کی سرپرستی میں مختلف شہروں اور دیہاتوں میں قادیانی مربیوں کی نہتے مسلمانوں میں قادیانیت کی جبری تبلیغ اور ظلم و ستم کی شکایات مل رہی ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے والد نے مسلمانوں میں ارتدادی مہم سرگرمی سے جاری رکھی ہوئی ہے اور دیپالپور سے شکایات پہنچی ہیں کہ نیچے سے اوپر تک سرکاری اہلکار قادیانی بھرے جا رہے ہیں۔ ربوہ کے گردونواح اور کراچی و پنجاب کے

بعض علاقوں میں ڈش انٹینا پر خود کار بوسٹر لگا کر بیرون ملک سے قادیانیت کی تبلیغ کیلئے عام کی جاری ہے۔ حتیٰ کہ پاکستانی نشریات تک کو جام کردیا جاتا ہے مگر نہ وزارت اطلاعات و نشریات ٹس سے مس ہوتی ہے' نہ وزارت داخلہ میں کوئی حرکت دیکھنے میں آئی۔ اپنے ادارتی کالموں میں مرکز کے ساتھ پنجاب و سندھ کی حکومتوں کو بار بار توجہ دلانے کے باوجود نتیجہ صفر برآمد ہوا۔

محترم صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے کہ سابق حکمرانوں کے برعکس اسلام کے نفاذ کے عملی اقدامات کریں۔ دنیا و آخرت میں اس کا صلہ اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرمائے گا۔

مسلمانوں کی ذمہ داری

قادیانی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیوں کی اطلاع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تک اپنا مذہبی و دینی فریضہ سمجھ کر پہنچائیں

موجودہ حکومت کے برسراقتدار آنے کے بعد سے قادیانیوں کی کھلم کھلا تبلیغی سرگرمیوں کی شکایات مل رہی ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنی بساط کے مطابق پوری دنیا میں ان پر کڑی نگاہ رکھتی ہے۔ عقیدۂ "ختم نبوت" کی حفاظت تو ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ اس فریضہ سے سبکدوش ہونے کے لئے تمام مسلمانوں پر --------- علماء ہوں یا عوام' تعلیم یافتہ ہوں یا ان پڑھ --------- بحالات موجودہ دو بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں :

۱۔ "ختم نبوت" کے عقیدہ سے متعلق تمام ضروری صحیح معلومات کے ساتھ دشمنان "ختم نبوت" کے تبلیغی حربوں اور تزویری ہتھکنڈوں سے خود بھی واقفیت حاصل کریں اور اپنے متعلقین و احباب اور حلقہ تعارف کو بھی یہ سب معلومات و واقفیت بہم پہنچانے کا اہتمام کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے آپ کو اردو' انگریزی لٹریچر کے ساتھ ہر طرح کی رہنمائی مہیا ہو سکے گی۔

۲۔ آپ جس محلے اور گلی میں رہتے ہیں یا دفتر و کارخانہ یا کسی بھی شعبہ زندگی سے وابستہ ہیں' اپنے قرب و جوار میں موجود قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھیں۔ ان کی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیوں کی اطلاع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تک اپنا مذہبی و دینی فریضہ سمجھتے ہوئے پہنچائیں۔

اس طرح انشاء اللہ العزیز اپنے اور قرب و جوار کے مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ کے تحفظ کا اہتمام بھی ہوگا اور عقیدۂ ختم نبوت کے محافظین میں شمولیت کی برکات بھی حاصل ہو جائیں گی۔ شافع محشر ﷺ کی شفاعت کا استحقاق بھی میسر آسکے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ دشمنان ختم نبوت قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا قلع قمع بھی باآسانی ممکن ہو سکے گا۔ وباللہ التوفیق

سیٹلائٹ کے ذریعہ قادیانیت کی ارتدادی تبلیغ مذہب کے نام پر سب سے بڑا دھوکہ

قادیانی گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتا ہے) سیٹلائٹ کے ذریعہ "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ" کے نام سے ٹیلی ویژن پر دنیا بھر میں اسلام کے موضوع پر مختلف زبانوں میں پروگرام نشر کر رہا ہے۔ پروگرام کے آغاز پر خانہ کعبہ اور مسجد حرام کے دو مینارے اور اس کے درمیان جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی تصویر دکھائی جاتی ہے۔ یوں مسلمانوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہ پروگرام' ایک صحیح اور خالص اسلامی پروگرام ہے اور یہ کہ قادیانیت دراصل اسلام کا ایک حصہ ہے۔ حالانکہ اب یہ حقیقت کھل چکی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جس کی بنا پر امت نے مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے ماننے والوں کو کافر' مرتد اور زندیق قرار دیا اور آج تک امت' قادیانی گروہ کو کافر و مرتد تصور کرتی ہے۔

قادیانی گروہ کا "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ" کے نام پر ٹیلی ویژن پر نشریات کا جاری کرنا' مذہب کے نام پر سب سے بڑا دھوکہ اور فراڈ ہے۔

اس لئے ہم پوری دنیا کے مسلمانوں کو اس اشتہار کے ذریعہ خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانیت کے دھوکہ میں نہ آئیں۔

یہاں یہ واضح کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ رابطہ عالم اسلامی نے اپنے ایک اجلاس منعقدہ اپریل ۱۹۷۴ء مکہ مکرمہ اور حکومت پاکستان نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔

قادیانی مذہب کیا ہے؟ ان کے عقائد و عزائم کیا ہیں؟ اور کس طرح مسلمانوں کو اسلام کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں' یہ جاننے کے لئے ہمارے لٹریچر کا مطالعہ کریں اور ہمارے مراکز و دفاتر سے رابطہ کریں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ
ملتان' پاکستان۔
فون۔ ۰۶۱-۳۰۹۷۸
۰۶۱-۳۳۳۳۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH : 0171-737-8199
FAX : 0171-978-9067

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

عظمت قرآن کریم اور تلاوت کے اثرات و فوائد

وہ شخص جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ نہ ہو ایسا ہے جیسے ویران گھر

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ کا "عظمت قرآن" کے موضوع پر یہ بیان مورخہ ۹ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر جامع مسجد گلشن مصطفیٰ نزد گلشن اقبال کراچی میں ہوا۔

عظمت قرآن

یہاں آپ حضرات کی مسجد میں مدرسہ حفظ قرآن شروع ہوا ہے' اس کے سلسلہ میں حاضری ہوئی ہے' اس لئے دو چار باتیں اسی کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے' اور جیسی کلام والے کی عظمت ہوتی ہے ویسی ہی کلام کی عظمت ہوتی ہے۔ ایک چھوٹا آدمی بات کرتا ہے تو اس کی قدر و قیمت اس شخص کی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے' وہی بات اگر کوئی بڑا آدمی کہتا ہے تو اس کی عظمت اور ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ سب سے زیادہ عظمت والے ہیں تو ان کے کلام کی بھی عظمت سب سے زیادہ ہے۔ اس لئے قرآن کریم کی جتنی عظمت ہے اتنی اور کسی کلام کی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو (اے مخاطب) اس کو دیکھتا کہ وہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا۔" (الحشر : ۲۱)

پہاڑ بھی اس کلام پاک کی عظمت کو برداشت نہ کر سکتا' یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی دولت اپنے محبوب ﷺ کے طفیل میں عطا فرمادی ہے۔ آپ ﷺ کے مبارک قلب پر قرآن کریم نازل ہوا۔ پھر آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوا' اور پھر لوگوں کے کان کے ذریعہ سے ان کے دلوں تک پہنچا' اتنے واسطے بیچ میں آئے۔ پہلا جبرئیلؑ کا واسطہ' پھر آنحضرت ﷺ کے قلب مبارک کا واسطہ' پھر آپ ﷺ کی زبان مبارک کا واسطہ' پھر انسانوں کے کانوں کا واسطہ۔ تو اتنے واسطوں سے چھن چھن کر قرآن کریم ہم تک پہنچا اس لئے ہمیں اس کا تحمل ہو سکا۔ براہ راست اگر یہ کسی پر نازل ہو جاتا تو وہ اس کا تحمل نہیں کر سکتا تھا' اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ یہ تو اس کلام پاک کی عظمت ہے۔ اور جتنی عظمت ہے اتنی ہی اس کی فضیلت بھی ہے۔ دنیا کی کوئی کتاب پڑھو اگر اچھی بات ہے تو اس کو پڑھنے کا ثواب ہو گا اور نیکی ملے گی' ہدایت ملے گی۔ لیکن دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے' جس کے ایک حرف کو پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہوں۔ یقیناً ایسی کوئی کتاب نہیں۔ یہ کلام پاک ایسا ہے کہ اس کے ایک ایک حروف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ بطور لطیفہ عرض کرتا ہوں کہ شیطان کا نام اچھا ہے کہ برا؟ برے کا نام برا ہوتا ہے' لیکن قرآن کریم میں بھی شیطان کا نام آتا ہے۔ ش ی ط ا ن' شیطان کا نام لینے پر پچاس نیکیاں ملتی ہیں۔ تو جب قرآن کریم میں یہ نام آتا ہے تو اس کے ادا کرنے پر پچاس نیکیاں ہیں۔ "فرعون" "ف ر ع و ن۔" قرآن کریم میں اس کے پڑھنے پر پچاس نیکیاں ملتی ہیں' فرعون اپنی جگہ بدبخت ہے' شیطان اپنی جگہ بدبخت ہے' مگر جب اس پاک کلام میں نام آگیا تو اس کو پڑھتے ہوئے جب کوئی فرعون کا لفظ بولے گا تو اس کو پچاس نیکیاں ملیں گی۔ تو میں نے کہا کہ کتنی بڑی اس کی عظمت ہے' کتنی بڑی اس کی قیمت ہے۔ اور پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دی۔ قرآن کریم سے مسلمانوں کو جتنی محبت ہے ایسی کسی اور کتاب سے نہیں اور نہ ایسی کسی قوم کو اپنی کتاب سے ہے۔ گھروں میں قرآن کریم ہوتے ہیں' اچھے سے اچھے غلاف میں ان کو لپیٹ کر رکھتے ہیں' ادب کی جگہ رکھتے ہیں' اونچی جگہ رکھتے ہیں' اس کی طرف پیٹھ نہیں کرتے۔ ہمارے ایک عزیز ہیں' بزرگ ہیں' وہ حافظ قرآن کی طرف پیٹھ نہیں کرتے کہ اس کے سینے میں قرآن ہے' مسلمانوں کو قرآن کریم سے ایسی محبت ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں اور یہ محبت اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے' پھر اس محبت کے بھی درجات مختلف ہیں۔ جتنا حق تعالیٰ شانہ کی ذات عالی سے کسی کو تعلق ہو گا اتنا ہی اس کے کلام سے تعلق ہو گا' جتنا ایمان قوی ہو گا' جتنا یقین قوی ہو گا اتنی ہی حق تعالیٰ شانہ سے محبت زیادہ ہو گی' اور اتنا ہی کلام پاک سے تعلق ہو گا کلام پاک سے محبت ہو گی۔ چنانچہ ہر مسلمان تھوڑا بہت قرآن تو پڑھ ہی لیتا ہے اور نہ سہی تو قل ھو اللہ ہی سہی۔

سورۃ الفاتحہ اور قل ھو اللہ شریف تو ہر مسلمان کو یاد ہوتی ہے۔ بھئی! ایک مسئلہ یاد رکھو' وہ یہ کہ چار سنتیں ہم پڑھتے ہیں تو ان چار سنتوں میں الگ الگ سورۃ پڑھنی چاہئے اس لئے کم سے کم چھوٹی چار سورتیں تو یاد ہوں۔ ہمارے مسلمان بھائی بڑی کوتاہی کرتے ہیں۔ صرف قل ھو اللہ یاد رہتی ہے وہ بھی صحیح یاد نہیں ہوتی۔ اس کی بھی تصحیح نہیں کرتے۔ اول تو مسلمان کو آخری پاؤ یاد ہونا چاہئے جس میں چھوٹی سورتیں ہیں۔ اتنا تو ہر مسلمان کو یاد ہونا چاہئے اور اتنا ہو تو چلو دس سورتیں تو ہوں۔ الم ترکیف سے الناس تک۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

ان الذی لیس فی جوفہ شئی من القرآن کالبیت الخرب۔ (مشکوٰۃ : ۱۸۶ بحوالہ ترمذی ودارمی)

ترجمہ۔ "وہ شخص جس کے دل میں قرآن کریم کا کچھ حصہ نہ ہو ایسا ہے جیسے ویران گھر۔"

گویا جس طرح مکان بغیر مکین کے بے آباد ہے اسی طرح آدمی کا دل بغیر قرآن کے ویران ہے۔ مشہور ہے کہ جس گھر میں کوئی نہ رہتا ہو بند پڑا ہوا ہو' وہاں جن بھوت رہنے لگتے ہیں۔ تو جس مومن کے دل میں قرآن کریم نہ ہو تو اس میں جن بھوت رہیں گے' وہاں پھر شیاطین کا ڈیرہ ہو گا۔ تو میں نے کہا کہ کچھ نہ کچھ حصہ تو ہر مسلمان کو یاد ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔

تلاوت قرآن کی مقدار

قرآن کریم کی تلاوت کے معاملے میں بھی لوگوں کے درجات مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے ہوئے ہیں بے شمار' جن کا معمول دس پارے روزانہ قرآن کریم کی تلاوت تھا' تین دن میں ان کا قرآن کریم ختم ہوتا تھا۔ اور اس سے زیادہ تعداد ان حضرات کی جو فمی بشوق پڑھتے تھے۔ قرآن کریم کی سات منزلیں ہوتی ہیں' آپ نے دیکھی ہوں گی۔ پہلی منزل سورۃ الفاتحہ سے' دوسری منزل سورۃ المائدہ سے' تیسری منزل سورۃ یونس سے' چوتھی منزل بنی اسرائیل سے' اور پانچویں شعراء سے' چھٹی والصافات سے' اور ساتویں سورۃ ق سے۔ ان ساتوں کا مجموعہ ہو گیا فمی بشوق۔ تو بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہوتے تھے جو فمی بشوق کے ساتھ تلاوت کرتے تھے' یعنی روز کی ایک منزل' سات یوم میں ایک قرآن ختم۔ جمعہ کو شروع کیا تو جمعرات کو ختم' ہفتہ کو شروع کیا تو جمعہ کو ختم۔ اور اس سے نیچے یہ ہے کہ دس دن میں قرآن کریم ختم ہو کہ تین پارے روزانہ پڑھیں' یہ حافظوں کی منزل ہے' عام کمزور حافظوں کی' ساتویں دن قرآن ختم نہ ہو تو دس دن میں تو ہو' کہ ایک مہینے کے تین قرآن ہو جائیں اور اس سے کم درجہ یہ ہے کہ ایک پارہ روزانہ پڑھیں' یہ عام مسلمانوں کے لئے ہے کہ روزانہ کا ایک پارہ قرآن کریم کا معمول ہے۔ جس

طرح کھانا کھانا روزانہ کا معمول ہے' اسی طرح روزانہ ایک پارہ قرآن کریم کی تلاوت بھی معمول ہونا چاہئے۔ ایک مہینے کے بعد قرآن کریم ختم۔ اس طرح اکابر فرماتے تھے کہ چاند کی جو تاریخ ہو وہی تمہارے پارے کی تلاوت ہو کہ تم سے کوئی پوچھے کہ آج تم نے کون سا پارہ پڑھا ہے تو تم کہو کہ میں نے ۲۲واں پارہ پڑھا ہے آج ۲۲ تاریخ ہے' اگر ۲۹ کا چاند ہو گیا تو مہینے کے ختم پر آخری دن ایک پارہ اور پڑھ لو۔ پہلی تاریخ کو پہلا پارہ شروع کرو' اس سے کم درجہ نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن کچھ لوگ وہ بھی ہیں جن کا اس سے بھی کم درجہ ہے کہ کبھی پڑھ لیا اور کبھی نہیں پڑھا' کبھی آدھا پاؤ' کبھی ایک پاؤ' کبھی ایک رکوع۔ البتہ رمضان المبارک میں کچھ لوگ زیادہ پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن بعض ایسے نیک بخت ہیں کہ رمضان المبارک میں بھی قرآن کریم ختم نہیں کرتے۔ تھوڑا بہت پڑھ لیتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ قرآن کریم کے ساتھ سب مسلمانوں کو محبت تو ہے کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کے دل میں قرآن کریم کی عظمت نہ ہو' کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کے دل میں قرآن کریم کی محبت نہ ہو قرآن کریم سے تعلق نہ ہو۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کو کچھ نہ کچھ تھوڑا بہت بھی یاد نہ ہو۔ لیکن پھر محبت کی مختلف منزلیں ہیں۔ ہمارے امام ابوحنیفہؒ رمضان المبارک میں ۶۱ قرآن پڑھتے تھے۔ ایک قرآن دن کا ایک رات کا اور ایک تراویح کا' اور یہی معمول امام شافعیؒ سے نقل کیا گیا ہے۔ اور یہی معمول بخاری سے منقول ہے' سالہا سال تک یہی معمول ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ کا تھا' لیکن ۶۱ کا نہیں بلکہ تیس قرآن کا' ایک قرآن روزانہ۔ اور یہ معمول تو بہت سے اکابر کا رہا ہے کہ رمضان میں روزانہ کا ایک قرآن۔ میرے بھائی قیامت کے دن تمہارے درجے اسی سے متعین ہوں گے۔ جن کے اندر جو محبت چھپی ہوئی ہے' سو چھپی ہوئی ہے نا' اس کا تو کسی کو پتہ نہیں۔ لیکن کتنی طاقتور محبت ہے۔ کتنے درجہ کی محبت ہے' بھئی اس کا اندازہ تو ان کے اعمال سے ہوگا۔ یوں کسی کو تعلق نہ ہو اور کہے کہ مجھے بہت محبت ہے۔ اب محبت کا تو کوئی پتہ نشان نہیں ہوتا' وہ تو دل میں چھپی ہوتی ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس محبت کا مظاہرہ کیسے ہوتا ہے۔

بچوں کو تعلیم قرآن کی ضرورت و اہمیت

اور اسی محبت کا ایک پہلو یہ ہے کہ کیا تم اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھاتے رہو؟ ماں باپ جاہل سے جاہل بھی ہوں' ان پڑھ ہوں' ان کی کم سے کم یہ خواہش ضرور ہوتی ہے کہ ہمارا بیٹا اتنا پڑھ لکھ جائے کہ ڈپٹی کمشنر بن جائے۔ تعلیم دلانے میں ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بچے پڑھ لکھ جائیں' اس لئے پڑھنے والوں کی تعداد کافی بڑھ رہی ہے۔ لیکن قرآن پڑھنے والوں کی تعداد اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والوں کے مقابلہ میں کتنی ہے؟ یا دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لو کہ ماں باپ اپنے بچوں کو دوسری تعلیم کے بجائے قرآن کریم کتنا پڑھاتے ہیں؟ اس میں لوگوں کے کئی درجات ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جو بچوں کو باقاعدہ قاری صاحب سے صحیح قرآن کریم پڑھواتے ہیں' بعض وہ ہیں جن کے بچوں کو گھر میں عورتیں تھوڑا بہت پڑھا دیتی ہیں' اور بس۔ اور یہ جو بڑے اونچے خاندان ہیں ان میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ قرآن کریم پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے آپ ہی آجاتا ہے۔ یہ تمہارے یہاں اس وقت جتنے بڑے بڑے جج ہیں' بڑے بڑے وکلاء ہیں اللہ مجھے بدگمانی سے بچائے ان میں سے شاید ایک بھی صحیح قرآن نہیں پڑھ سکتا ہوگا' نہ پڑھتا ہوگا۔ مشکل ہے کہ جج صاحب کا روزانہ کا معمول قرآن کریم کی تلاوت ہو' جج صاحب نے صحیح قرآن پڑھا ہو' مشکل ہے۔ ہاں کوئی غریب خاندان کا لڑکا ہو' اس کے والدین نے اس کو پڑھا دیا تو وہ دوسری بات ہے' وہ بھی بڑا آدمی بن سکتا ہے۔ لیکن یہ جو بڑے بڑے لوگ اونچے اونچے گھرانوں والے یا یہ بڑی بڑی کوٹھیوں والے الا ماشاء اللہ اس طرف سے غافل ہیں۔ البتہ اب کچھ رواج دیکھا کراچی میں کہ ادھر ادھر سے کسی موذن وغیرہ کو ٹیوشن پر رکھ لیتے ہیں کہ وہ بچوں کو ایک گھنٹہ آدھ گھنٹہ روزانہ پڑھایا کرے۔ ان کے بچے جاکر مسجد کی پرانی چٹائیوں پر بیٹھیں' یہ ان کے لئے عار کی بات ہے' عزت کی بات نہیں۔ اس لئے بچوں کو مسجد بھیجنا گوارا نہیں کرتے۔ امراء کی نسبت جو نیچے طبقے کے لوگ ہیں ان کو قرآن کریم سے زیادہ تعلق ہے' لیکن اتنا تعلق پھر بھی نہیں جتنا ہونا چاہئے۔ یہ بچوں کو بس اتنا کر دیتے ہوں کہ مسجد میں بٹھا دیا تھوڑا بہت انہوں نے پڑھ لیا باقی اسکول کی تعلیم اور اگر کہا جائے کہ قرآن کریم کے حفظ کے لئے اپنے بچے کو فارغ کردو تو ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اتنے سال بچے کے ضائع ہو جائیں گے۔ حالانکہ ضائع ہوتے نہیں اگر قاری صاحب ٹھیک پڑھانے والے ہوں تو ذہین بچہ تو ۲'۳ سال میں قرآن یاد کر لیتا ہے اور میرے جیسا کوئی کمزور ہو تو وہ ۵'۴ سال میں لے ڈوبتا ہے۔ اور ادھر تم جو پرائمری تک پڑھتے ہو اس میں بھی اتنا ہی وقت لگتا ہے۔ قرآن کریم جس بچے نے حفظ [illegible] یا اس کو لے جاکر چھٹی جماعت میں داخل کردو' بڑی آسانی کے ساتھ چلے گا۔ وقت تو ضائع نہ ہوا۔ کیوں بھئی! چھٹی جماعت تک پہنچنے کے لئے پانچ جماعتوں میں پانچ سال تو اس کو لگیں گے نا اب ۵ سال کے لئے تم نے بچے کو قاری صاحب کے حوالے کردیا اور بچے نے قرآن کریم حفظ کرلیا تو چھٹی میں اس کو داخل کرادو اس کا کیا ضائع ہوا؟! اور اگر ایک آدھ سال کا فرق پڑ بھی جائے تو قرآن کریم جس بچے نے حفظ کیا ہو تو وہ ایسا چلے گا کہ دوسرے بچے اس کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔ پھر بھی خسارہ نہ ہوا۔ لیکن بہت سے نیک بخت ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ بچے نے اگر قرآن کریم پڑھ لیا تو اس کے اتنے سال ضائع ہو گئے۔

تلاوت قرآن کا ثواب

اور بعضوں نے دل میں یہ بٹھا لیا ہے کہ قرآن کریم سمجھا نہ جائے تو طوطے کی طرح رٹنے سے کیا فائدہ؟ قرآن کو سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔ اگر سمجھا نہیں تو پھر طوطے کی طرح رٹنے سے کیا فائدہ؟ میرا بھائی قرآن کریم کے الفاظ کو زبان سے ادا کرنا مستقل عبادت ہے۔ میں نے ابھی کہا کہ قرآن کریم میں فرعون "یا شیطان" کا لفظ آیا اس کے پڑھنے پر پچاس(۵۰) نیکیاں ملتی ہیں تو قرآن کریم کے "الفاظ کو دہرانا" اپنی زبان سے ادا کرنا یہ ایک مستقل عبادت ہے۔ قرآن کریم کا صحیح مطلب سمجھنا یہ ایک مستقل عبادت ہے۔ اور سمجھ کر اس پر عمل کرنا یہ ایک مستقل عبادت ہے۔ تین عبادتیں الگ الگ ہیں۔ ان لوگوں کے دل میں چونکہ قرآن کریم کی پوری عظمت نہیں بیٹھی' اس لئے انہوں نے اس کو بھی انگریزی کی کتاب سمجھ لیا کہ جس طرح اس کو سمجھ کر نہ پڑھے رٹتا رہے تو کیا فائدہ بالکل صحیح کہتے ہیں۔ انگریزی قانون کی کتاب تو اس نے رٹ لی مگر جب تک معنی نہ سمجھے گا قانون کو نہیں جان سکتا۔ جب قانون ہی نہ جان سکا تو نہ وکیل بن سکتا ہے اور نہ کسی عدالت کا جج۔ کتاب کا رٹنا محض بیکار اور ضائع گیا کیونکہ انگریزی کی کتاب کے الفاظ سے کوئی عبادت متعلق نہیں۔ یہاں الفاظ مقصود ہی نہیں مقصود معنی ہیں۔ ادھر قرآن کریم کے معنی بھی مقصود ہیں' الفاظ بھی مقصود' معنی کو سمجھنا بھی عبادت اور الفاظ کو زبان پر جاری کرنا بھی عبادت' اس کو یاد کرنا بھی مستقل عبادت۔ تو ان غریبوں نے قرآن کریم کو بھی انگریزی کی کتاب پر قیاس کرلیا۔ یہ کہتے ہیں کہ طوطے کی طرح رٹنے سے کیا فائدہ؟ میں تمہیں ایک مثال سمجھاتا ہوں۔ ایک بچہ تم نے قاری صاحب کے پاس بٹھایا قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے۔ اب وہ ایک آیت کو سو مرتبہ تو پڑھے گا ضرور اور یہ بات یاد رکھو کہ جتنی بار پڑھے گا اتنا ہی ایک ایک حرف پر دس نیکیاں اس کو ملیں گی۔ الحمدللہ رب العالمین کوئی شخص اگر اس آیت کو پڑھتا ہے بار بار رٹتا ہے تو الحمدللہ رب العالمین میں جتنے حروف ہیں اس کی مقدار اس کو دس دس نیکیاں بھی ملیں گی اور جتنی مرتبہ دہرائے گا اتنی ہی نیکیاں ملیں گی۔ اور ایک مسئلہ اور یاد رکھو وہ یہ کہ جب تک بچہ نابالغ ہوتا ہے اس کے عمل کا کھاتا الگ نہیں کھلتا' اس کا نامہ عمل شروع نہیں ہوتا۔ ہر ایک کا نامہ عمل ہوتا ہے نا۔ جب تک بچہ نابالغ ہے تو اس کا نامہ عمل اپنا شروع نہیں ہوتا کیونکہ گناہ اس کے ذمہ لکھے نہیں جاتے اور جو نیک کام کرتا ہے ساری کی ساری نیکیاں اس کے والدین کے کھاتے میں لکھی جاتی ہیں۔ تمہارے بچے نے پندرہ سال کی عمر تک (یعنی بالغ ہونے تک) جتنے الفاظ قرآن کریم کے پڑھے جتنی مرتبہ پڑھا وہ ساری کی ساری نیکیاں تمہارے نامہ اعمال میں لکھ دی جائیں گی۔ تم ہمیں بتاتے ہو کہ طوطے کی طرح رٹنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔

کشف قبور کا سبق آموز واقعہ

حافظ سیوطیؒ نے شرح الصدور میں یہ قصہ نقل کیا ہے اور میں نے بہت سے دوستوں کو سنایا قصہ۔ یوں ہے کہ کوئی بزرگ جا رہے تھے۔ قبرستان کے پاس سے گزرے تو ان کو

کشف ہوا۔ کشف کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جیسے ہمارے سامنے یہ دیوار ہے اگر دیوار ہٹادی جائے تو ادھر کی چیز نظر آنے لگتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس عالم اور دوسرے عالم کے درمیان میں ایک آڑ بنا رکھی ہے۔ کبھی کبھی پردہ ہٹا کر دکھادیتے ہیں۔ قبر میں میت کا حال نظر آجاتا ہے تو اس کو کشف کہتے ہیں۔ اور یہ برحق ہے۔ تو بزرگ چلے جارہے تھے' ان کو کشف ہوا یعنی قبرستان والوں کی حالت کھلی۔ تو ایسا محسوس ہوا کہ قبرستان میں بہت ساری کھیلیں (مکئی جب بھونتے ہیں تو کھیلیں بن جاتی ہیں) بکھری ہوئی ہیں' اور مردے ان کو چن رہے ہیں۔ یعنی قبرستان والے ان کو چن رہے ہیں' اور ان میں ایک آدمی کرسی کے اوپر بڑے ٹھاٹھ سے بیٹھا ہے۔ یہ بزرگ اس کرسی نشین سے پوچھتے ہیں کہ بھائی یہ کیا ماجرا ہے؟ یہ لوگ کیا چن رہے ہیں؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ مسلمان اپنے بزرگوں کے لئے جو ایصال ثواب کرتے ہیں' دعاو استغفار کرتے ہیں وہ ساری کی ساری تقسیم ہوجاتی ہے اور یہ کھیلوں کی شکل میں اس سے اپنا اپنا حصہ لے لیتے ہیں۔

التحیات میں پڑھتے ہو نا؟ رب اجعلنی مقیم الصلوۃ و من ذریتی ربنا و تقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب (ترجمہ۔ اے پروردگار میری بخشش کردے اور میرے والدین کی بخشش فرمادے اور تمام ایمان والوں کی بخشش فرمادے جس دن قیامت قائم ہو اور جس دن حساب قائم ہو) تو ہر ایک مسلمان کو اس کا حصہ ملتا ہے۔ یہ ایک مثال میں نے دی ہے۔ تو یہ وہ دعا اور استغفار ہے جو مسلمان اپنے مرحومین کے لئے مسلمان بھائیوں کے لئے کرتے رہتے ہیں' ہر ایک کو حصہ تقسیم کردیا جاتا ہے اور وہ اپنا اپنا حصہ لے لیتے ہیں۔ گویا کہ یہ مٹھائی کی ڈلیاں ہیں جو یہ لوگ چن رہے ہیں' اس بزرگ نے پوچھا کہ بھائی تم کیوں نہیں چن رہے؟ تو وہ شخص کہنے لگا کہ بات یہ ہے کہ میں دولت مند ہوں' اور یہ بچارے فقیر ہیں' مجھے ضرورت نہیں ہے' میں سیٹھ ہوں' بزرگ نے پوچھا کہ بھائی کیسے سیٹھ ہو؟ کہا کہ میرا بیٹا حافظ قرآن ہے۔ روزانہ ایک قرآن پڑھ کر مجھے ایصال ثواب کرتا ہے' لہٰذا مجھے ان صدقات و خیرات کی کیا ضرورت ہے' میرا تو وظیفہ لگا ہوا ہے۔ بزرگ نے پوچھا کہ تمہارا بیٹا کون ہے' کیا نام ہے؟ کہا فلاں شہر میں اس کی دکان ہے۔ اس کا نام یہ ہے۔ تم دیکھو گے کہ وہ لوگوں کو سودا تول تول کردے رہا ہے مگر زبان اس کی چلتی رہتی ہے' ہروقت قرآن مجید پڑھتا رہتا ہے' کسی سے بات نہیں کرتا' یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں وہاں گیا' اس دکان پر پہنچا' واقعی دیکھا کہ ایک صاحب ہیں' زبان ان کی مسلسل چل رہی ہے' قرآن شریف پڑھ رہے ہیں' جب کوئی شخص کچھ سودا مانگتا ہے تو وہ تول کر دے دیتے ہیں' جو پیسے لینے دینے ہیں وہ لیتے دیتے ہیں' شاید درمیان میں بات بھی کرلیتے ہوں گے۔ میں نے قریب جاکر پوچھا کہ آپ کا یہ نام ہے؟ کہنے لگے ہاں! میں نے پوچھا کہ آپ اپنے والد کو روزانہ ایک قرآن پڑھ کر بخشتے ہیں' کہنے لگے ہاں! پھر پوچھنے لگے کہ تمہیں کیسے پتہ لگا؟ میں نے کہا کہ تمہارے والد نے بتلایا ہے اور وہ کشف کا واقعہ ذکر کیا۔ اس نے کہا صحیح ہے' یہی میرا نام ہے' اور میں حافظ قرآن ہوں' اور روزانہ ایک قرآن ختم کرتا ہوں۔ اتنا پکا تھا حافظ قرآن کا۔ کچھ عرصہ کے بعد یعنی سال دو سال کے بعد وہ بزرگ پھر وہیں سے جارہے تھے۔ پھر وہی منظر سامنے آگیا۔ اب دیکھا کہ وہ کرسی والا شخص بھی دوسروں کے ساتھ چننے میں مصروف ہے۔ بزرگ نے پوچھا اب آپ بھی ان کے ساتھ چن رہے ہیں؟ تو وہ کہنے لگا کہ میرا وظیفہ ختم ہوگیا ہے۔ میری پنشن بند ہوگئی۔ اس لئے کہ میرے بیٹے کا انتقال ہوگیا۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے آکر پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس دکاندار کا انتقال ہوگیا۔ تو ایک تو تمہارے بچے جو حفظ کریں گے جب تک وہ نابالغ ہیں ان کا اپنا نامہ عمل نہیں' ان کا اپنا کھاتہ نہیں۔ وہ تمہارے کھاتے میں لکھا جائے گا۔ اور پھر تمہارے مرنے کے بعد جو وہ پڑھیں گے وہ تمہاری پنشن بن جائے گی۔ لیکن مسلمانوں کے دل میں اس کی قیمت نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں بھی لوگ مختلف ہیں۔ کسی نے ناظرہ قرآن پڑھوا دیا وہ بہت ہے' کسی نے تھوڑا بہت پڑھوا دیا۔ اور کچھ اللہ کے بندے ایسے ہیں جو حفظ میں ڈال دیتے ہیں۔ یوں کہہ لو کہ کچھ لڑکوں کو تم نے دنیا کے لئے پڑھایا اور ایک کو اپنی آخرت اور اپنی قبر کے لئے پڑھادو۔

خوش قسمت لوگ

اور کچھ اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ ان کا ہر ایک بیٹا حافظ قرآن ہے' یہ ہمارے ہاں صدیقی صاحب انگلینڈ سے آتے ہیں' احسن صدیقی صاحب کے ماموں ہیں۔ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ وہ بتلاتے ہیں کہ ہم سات بھائی ہیں۔ ساتوں کو ہمارے والد صاحب نے حافظ بننے کے لئے بٹھایا' پھر ساتوں کو دارالعلوم دیوبند میں عالم بننے کے لئے بٹھایا۔ ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ ہمارے کاندھلے میں (حضرت شیخ کا قصبہ کاندھلہ تھا) ہمارے شیخ حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ جن کی تبلیغی کتابیں ہر مسجد میں پڑھتے ہیں' فرماتے ہیں کہ کاندھلے کی ہماری آبائی مسجد میں پوری کی پوری صف حافظوں کی ہوتی تھی' ایک بیچارہ موذن تھا جس کو قرآن مجید یاد نہیں تھا۔ اس کو ہم کہا کرتے تھے کہ تو نے گنوا دیا حفظ نہیں کیا۔ نہیں تو ساری کی ساری حافظوں کی صف تھی۔ میرے والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے (آمین)۔ ان کو رمضان مبارک میں قرآن مجید سننے کا اہتمام تھا' ادھر گھر میں تو کیا اردگرد میں بھی کوئی حافظ نہیں تھا' رمضان المبارک آتا تو ہم لوگ حافظوں کو ڈھونڈنے کے لئے نکلتے' کسی کی داڑھی نہیں ہے' کوئی پیسے لیتا ہے' کوئی غلط پڑھتا ہے یعنی مجہول پڑھتا ہے' بڑی پریشانی ہوتی تھی۔ میرے والد ماجدؒ ہمیشہ فرماتے مولوی صاحب تم نے ہی یاد کرلیا ہوتا' اللہ نے ان کی دعا کی برکت سے مجھے بھی یاد کرادیا اور ان کی توجہ کی برکت سے خاندان میں الحمدللہ ان کی اولاد میں ۲۵ حافظ ہیں۔ تھوڑا تھوڑا بھی بخشیں تو ان کا کام بن جائے گا۔ الحمدللہ۔ انشاء اللہ۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے تقریر میں فرمایا کرتے تھے کہ میرے اتنے دوست ہیں' اگر کسی ماں کے سو بیٹے ہوں ہر ایک تھوڑا تھوڑا ٹکڑا چھوڑ دے تو ماں کا پیٹ بھر جاتا ہے' تم میرے اتنے دوست ہو تھوڑا تھوڑا بھی بخش دو گے تو انشاء اللہ کام چل جائے گا۔ یہ امام الاولیاء فرماتے تھے امام الاولیاء۔ یہاں ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں آخرت کی ضرورت نہیں ہے۔ وہاں جاکر پتہ چلے گا کہ اس کی کتنی ضرورت ہے۔ دنیا سے زیادہ ضرورت تھی یہاں کی۔ تو بھئی اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے۔ اپنی کتاب کا تعلق نصیب فرمائے۔ اپنی کتاب کی محبت نصیب فرمائے۔ اپنی کتاب کی عظمت نصیب فرمائے۔ اس کی تلاوت ہمیں نصیب فرمائے اور اس کا فہم ہمیں نصیب فرمائے۔

دعا ختم قرآن

آخر میں ختم قرآن کی دعا کا ترجمہ کرتا ہوں۔ یہ دعا قرآن کے آخر میں سورۃ الناس کے بعد لکھی ہوئی ہوتی ہے۔

اللھم انس وحشتی فی قبری۔

"اے اللہ میری قبر میں میری وحشت کو انس سے تبدیل کردے۔"

وحشت کہتے ہیں کہ کوئی پاس نہیں ہے۔ اکیلا تنہا ہے۔ اکیلا حیران پریشان ہے۔ یااللہ قبر کی تنہائی کو وحشت کو انس سے بدل دے۔ کہ کوئی دوست احباب وہاں بھی بات چیت کرنے والے ہوں۔ وہاں یہ بھی چلتا ہے' یہ اللہ والے وہاں اکیلے نہیں رہتے' وہاں بھی ان کے ساتھ بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔

اللھم ارحمنی بالقرآن العظیم۔

"یااللہ مجھ پر رحم فرما قرآن کریم کے ذریعہ سے۔"

عظمت والے قرآن کے ذریعہ سے۔

واجعلہ لی اماما و نورا و ھدی و رحمۃ

(یااللہ بنادے اس کو میرے لئے امام۔ امام آگے ہوتا ہے مقتدی پیچھے ہوتے ہیں۔ قرآن آگے آگے چلے اور ہم اس کے پیچھے پیچھے چلیں۔ اور اس کو ہمارے لئے نور بنادے اور اس کو ہمارے لئے ہدایت کا ذریعہ بنادے اور اس کو ہمارے لئے رحمت بنادے)

اللھم ذکرنی منہ ما نسیت و علمنی منہ ما جھلت۔

(یااللہ یاد کرادے مجھے اس میں سے جو کچھ میں بھول گیا ہوں اور سکھادے مجھے اس میں سے جو کچھ میں نہیں جانتا ہوں)

وارزقنی تلاوتہ اناء اللیل و اناء النھار واجعلہ لی حجۃ یارب العالمین۔

(اور مجھ کو نصیب فرما اس کی تلاوت دن کی گھڑیوں میں اور رات کی گھڑیوں میں) دن اور رات تلاوت کیا کروں یہ نصیب فرما اور بنادے اس کو میرے لئے حجت قیامت کے

دان)۔ (مشکوٰۃ ص ۳۸)

(یہ حدیث شریف کا ایک ٹکڑا ہے' پوری حدیث یہ ہے)

عن ابی مالک الاشعری رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الطہور شطر الایمان' والحمدللّٰہ تملاء المیزان' و سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ تملان او تملاء مابین السموٰت والارض' والصلوٰۃ نور' والصدقۃ برھان' والصبر ضیاء' و القرآن حجۃ لک او علیک' کل الناس یغدو' فبائع نفسہ' فمعتقھا او موبقھا۔ (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۳۸)۔

ترجمہ "حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ پاک رہنا آدھا ایمان ہے' اور الحمدللہ کہنا اعمال کی ترازو کو بھر دیتا ہے' اور سبحان اللہ والحمدللہ بھر دیتے ہیں۔ یا فرمایا کہ ہر کلمہ بھر دیتا ہے۔ آسمان و زمین کے درمیان کے خلاء کو' اور نماز نور ہے' اور صدقہ (ایمان کی) دلیل ہے' اور صبر کرنا روشنی ہے' اور قرآن حجت ہے تیرے لئے یا تیرے اوپر' ہر ایک شخص صبح کرتا ہے' پس بیچتا ہے اپنی جان کو' پس اس کو آزاد کرتا ہے یا اس کو ہلاک کرتا ہے۔"

(ماخوذ از مظاہر حق ص ۲۰ج۱)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ یہ قرآن کریم تیرے لئے حجت بنے گا قیامت کے دن یا تیرے خلاف حجت بنے گا۔ اب دعا کرو کہ حق تعالیٰ شانہ اس دعا کو ہم سب کے حق میں قبول فرمائے۔

تلاوت قرآن کی عادت ڈالنے کا طریقہ

دیکھو قرآن کریم کی تلاوت کیا کرو۔ میں نے درجے بیان کر دیئے ہیں قرآن پاک کی تلاوت کے۔ اور میں نے کہا کہ سب سے آخری درجہ کم از کم یہ ہے کہ روزانہ ایک پارہ کی تلاوت کی جائے تو آخری درجہ پر تو آجاؤ۔ پرائمری پاس ہو تو اس کو تعلیم یافتہ نہیں کہتے۔ تعلیم یافتہ کا لفظ بولا جاتا ہے میٹرک کے بعد۔ یعنی میٹرک کے بعد اس کو تعلیم یافتہ کہتے ہیں۔ جس نے دو چار جماعتیں پڑھی ہوں اس کو تعلیم یافتہ نہیں کہتے۔ ایک دو رکوع اگر پڑھو گے تو قرآن کریم کی تلاوت کرنے والوں میں نام نہیں آئے گا' اپنا نام بدل کر دو' کم سے کم آخری درجے پر تو آجاؤ۔ شروع شروع میں چلو پرائمری ہی سہی۔ پرائمری کرو گے تو میٹرک بھی کرو گے۔ پہلے پرائمری کرو گے پھر مڈل کرو گے پھر میٹرک ہو گا' تو بھئی شروع شروع میں اگر نہیں چلتا تو تھوڑا تھوڑا پڑھو' پاؤ آدھ پاؤ' لیکن پڑھتے جاؤ۔

تم دنیا کے معاملات میں تو ترقی پر ترقی چاہتے ہو' لیکن آخرت کے معاملے میں' دین کے معاملے میں' قبر کے معاملے میں' حشر کے معاملے میں' اتنی تو ترقی کرو کہ پہلی جماعت سے ہی شروع کرو یعنی ایک دو رکوع سے ہی شروع کرو' لیکن اس کو معمول بنالو روزانہ کا' اپنی خوراک بنالو' قرآن کریم تمہاری خوراک بن جائے اور پھر اس پر ترقی کرتے کرتے تمہارا نمبر آجائے ایک پارے کی تلاوت روزانہ کرنے والے۔ اور پھر اس سے آگے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ میرے والد ماجد (اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے) حج کے لئے تشریف لے گئے تھے' مجھے بھی ساتھ لے گئے' مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہمیں کافی روز ٹھہرنا پڑا' الحمدللہ پورے سفر میں چار مہینے لگ گئے۔ والد صاحب کا پورے سفر میں دس پارے کا معمول تھا' ایک دن مجھے کہنے لگے کہ مولوی صاحب مجھے سر میں درد رہتا ہے' میں نے کہا کہ ذرا تلاوت تھوڑی کم کر دیجئے۔ حافظ نہیں تھے' اور ایسے ہی پرانے زمانے میں میاں جی سے پڑھا تھا' پورا صحیح بھی نہیں تھا لیکن چھ دو پارے روزانہ کا معمول تھا۔ دوسرے دن قرآن کریم ختم کرتے تھے۔ میرے کہنے پر پانچ پارے کم کر دیئے اور روزانہ دس پارے کا معمول بنایا تھا' یہ تو سفر حج کا معمول رہا اور رمضان المبارک میں روزانہ کا دس سپارے کا معمول تھا۔

لہٰذا تم چاہو تو ترقی کر سکتے ہو مگر تھوڑی ہمت کرو۔ دل میں شوق پیدا کرو۔ اور جب یہ چاٹ لگ جائے گی تو انشاء اللہ چھوٹے گی نہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

تحریک نفاذ شریعت اور تلخ حقائق

صاحب الدین نیوی' دارالعلوم فاروق اعظم' کراچی

یہ الگ بات ہے کہ جمہوریت جو مغربی نظام ہے کہاں تک ملک و قوم کے لئے امن و امان دینے میں کامیاب ہو سکتی ہے؟ اور یہ کہ شرعی نقطہ نگاہ سے اس کی حیثیت کیا ہے؟ بلکہ اس وقت دیکھنا یہ ہے کہ خود جمہوریت کے علمبردار اور پرستار جو جمہوریت کا نام وظیفے کی طرح پڑھتے ہیں' انہی کے ہاتھوں سے ان کا جمہوری صنم کس طرح پاش پاش ہو رہا ہے؟ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دور حاضر میں جمہوریت کے علمبردار ہی جمہوریت کے قاتل ہیں۔ اکثریت کی رائے کا احترام کرتے ہوئے ان پر حکمرانی کرنا ہی جمہوریت کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ ملاکنڈ' سوات اور ملحقہ علاقہ جات کے مظلوم عوام کے لئے جمہوریت کے اصول کو بالائے طاق رکھ کر ان پر ہر طرح ظلم و تشدد روا رکھا گیا۔ عوام کا مطالبہ تھا کہ ہم پر انگریزی قانون کی بالادستی ختم کر کے قانون شرعی کو نافذ کیا جائے۔

لیکن عوام کی اکثریت کی یہ شرعی رائے نہ صرف یہ کہ اس کو زبانی دعووں سے مسترد کر دیا گیا بلکہ اس جائز مطالبے (جو جمہوری ممالک میں جمہوریت کا حق سمجھا جاتا ہے) کی پاداش میں ان عوام پر گولی چلائی گئی۔ اس حال میں ہر ذی عقل کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جمہوریت وہی معتبر مانی جائے گی جو اسلام کے خلاف کفر کی حمایت میں ہو؟ راقم الحروف اس حقیقت سے بھی اچھی طرح واقف ہے کہ علمائے کرام جو تحریک کے قائدین ہیں کا کہنا یہ ہے کہ ہم صرف اسلامی قانون کی بالادستی چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ نہ تو ہم صوبائی حکومت و انتظامیہ کی برطرفی چاہتے ہیں اور نہ ہی کسی سرکاری عہدے کی خواہش رکھتے ہیں۔ بس صرف یہی مدعا ہے کہ

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آزری

یہاں ایک دوسری مگر تلخ حقیقت بھی مد نظر رہے کہ حکومت اور عوام کا یہ دیرینہ واویلا ہے کہ کشمیری حریت پسندوں کے الحاق پاکستان کے مطالبے کو مسترد کر کے بھارتی فوج کے درندے ان پر گولی چلاتے ہیں۔ مگر یہاں اپنے وطن عزیز میں ہی چشم فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ مسلمانوں کی اکثریت کی رائے (جو اسلامی قانون کا مطالبہ ہے) کو کچلنے کے لئے فوج کو ان پر گولی چلانے کا حکم دیا جاتا ہے اور یوں بے گناہ عوام اپنے وطن میں ان فوجی نوجوانوں کے ہاتھوں شہید ہو رہے ہیں جن سے توقع تھی کہ وہ دشمن کے مقابلے میں ہماری حفاظت کریں گے۔ مگر تعجب ہے کہ پھر بھی حکمراں کی پیشانی دہشت گردی کے بدنما داغ سے پاک ہے؟

راقم الحروف شاہد ہے' یہ حقیقت واضح کرنا چاہتا ہے کہ تحریک کے سرکردہ علمائے کرام سنجیدہ' ذی علم' متقی اور بزرگ شخصیات ہیں۔ ان کا دامن اس تحریک میں ہر طرح بددیانتی' تخریب کاری اور کسی عہدے کے لالچ کے داغ سے پاک ہے۔ ان میں ایسے علماء بھی موجود ہیں' جن کا ماضی گواہ ہے کہ وہ کسی قسم کی سیاسی یا انتخابی سرگرمیوں میں ملوث نہیں ہیں بلکہ وہ صرف دعوت و ارشاد اور تصنیف و تدریس کے شعبے تک محدود رہ چکے ہیں اور چونکہ اس سے قبل صوبائی حکومت کے وقتی وعدوں نے عوام کو مایوسی اور شکوک و شبہات میں مبتلا کیا تھا۔ اس وجہ سے انہوں نے حکومت کے دوبارہ زبانی اعلان کو بھی شکوک و شبہات کی نگاہ سے دیکھا اور بات تشدد تک پہنچ گئی۔ اب بھی اگر صوبائی حکومت اپنے اعلان میں عملی طور پر مخلص ثابت ہوئی تو صوبہ میں جو موجودہ بے چینی کی کیفیت پائی جاتی ہے اس کا خاتمہ یقینی ہے۔

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی

نیکی کے کاموں میں ریس اور دوڑ لگاؤ

دنیاوی اسباب میں ریس لگانا جائز نہیں' نیک کاموں میں ریس لگانا برا نہیں

مبادرت الی الخیرات کے معنی یہ ہیں کہ جب انسان اپنی حقیقت پر غور کرے گا' اللہ جل جلالہ کی عظمت شان' اس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ پر غور کرے گا' اس کی شان ربوبیت پر غور کرے گا' تو اس تفکر کے نتیجے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کی طرف دل مائل ہوگا اور خود بخود دل میں داعیہ پیدا ہوگا کہ جس مالک نے یہ ساری کائنات بنائی ہے اور جس مالک نے یہ نعمتیں مجھ پر نازل فرمائی ہیں اور جس مالک نے مجھے رحمتوں کی بارش میں رکھا ہے۔ اس مالک کا بھی مجھ پر کوئی حق ہوگا؟ جب بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا داعیہ پیدا ہو' اور کسی نیک کام کے کرنے کا محرک سامنے آئے' تو اس وقت ایک مومن کا کام یہ ہے کہ جلد از جلد اس نیک کام کو کرلے۔ اس میں دیر نہ لگائے۔ یہی معنی ہیں "مبادرۃ" کے' یعنی کسی کام کو جلدی سے کرلینا' ٹال مٹول نہ کرنا' اور آئندہ کل پر نہ ٹالنا۔

و سارعوا الی مغفرۃ من ربکم و جنۃ عرضھا السموٰت والارض اعدت للمتقین۔

تمام انسانیت کو خطاب کرکے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جلدی سے دوڑو' جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر' بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہے اور وہ متقی لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

"مسارعت" کے معنی جلد سے جلد کوئی کام کرنا' دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا۔ ایک دوسری آیت میں فرمایا کہ۔

فاستبقوا الخیرات۔ (سورۃ البقرۃ:۱۴۸)

یعنی بھلائی اور نیکی کے کاموں میں ریس اور دوڑ لگاؤ۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جب کسی نیک کام کا ارادہ اور داعیہ دل میں پیدا ہو تو اس کو ٹلاؤ نہیں۔

شیطانی داؤ

اس لئے کہ شیطان کے داؤ اور اس کے حربے ہر ایک کے ساتھ الگ الگ ہوتے ہیں' کافر کے لئے اور ہیں' مومن کے لئے اور ہیں' مومن کے دل میں شیطان یہ بات نہیں ڈالے گا کہ یہ نیکی کا کام مت کیا کرو' یہ برے کام ہیں' یہ بات براہ راست اس کے دل میں نہیں ڈالے گا' اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ صاحب ایمان ہونے کی وجہ سے نیکی کے کام کو برا نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن مومن کے ساتھ اس کا یہ حربہ ہوتا ہے کہ اس سے یہ کہتا ہے کہ یہ نماز پڑھنا' یہ فلاں نیک کام کرنا تو اچھا ہے' اس کو کرنا چاہئے۔ لیکن انشاء اللہ کل سے شروع کریں گے۔ اب جب کل آئے گی تو ہوسکتا ہے وہ اس داعیہ کو بھول ہی جائے اور پھر جب کل آئے گی تو پھر یہ کہے گا اچھا بھائی! کل سے شروع کروں گا' تو وہ کل بھی زندگی بھر نہیں آئے گی۔ یا کسی اللہ والے کی بات دل میں اثر کرگئی کہ یہ بات تو صحیح ہے' عمل کرنا چاہئے' اپنی زندگی میں تبدیلی لانا چاہئے' گناہوں کو چھوڑنا چاہئے' نیکیوں کو اختیار کرنا چاہئے۔ لیکن انشاء اللہ اس پر جلد از جلد عمل کریں گے۔ جب اس کو ٹلا دیا تو پھر کبھی اس پر عمل کی نوبت نہیں آئے گی۔

عمر عزیز سے فائدہ اٹھالو

اسی طرح زندگی کے اوقات گزرتے جارہے ہیں۔ عمر عزیز گزرتی جارہی ہے۔ کچھ پتہ نہیں کہ کتنی عمر ہے؟ قرآن کریم کا یہ ارشاد ہے کہ کل پر مت ٹالو' جو داعیہ اس وقت پیدا ہوا ہے اس پر اسی وقت عمل کرو' کیا معلوم کہ کل تک یہ داعیہ رہے یا نہ رہے' اول تو یہ بھی نہیں پتہ کہ تم خود زندہ رہو یا نہ رہو' اور اگر تم خود زندہ رہو تو یہ پتہ نہیں کہ یہ داعیہ باقی رہے گا یا نہیں؟ اور اگر داعیہ باقی رہا تو کیا معلوم اس وقت حالات موافق ہوں یا نہ ہوں' بس! اس وقت جو داعیہ پیدا ہوا ہے اس پر عمل کرکے فائدہ حاصل کرلو۔

نیکی کا داعیہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے

یہ داعیہ اللہ جل شانہ کی طرف سے مہمان ہے' اس مہمان کی خاطر مدارات کرلو' اس کی خاطر یہ ہے کہ اس پر عمل کرلو' اگر نفل نماز پڑھنے کا داعیہ پیدا ہوا' اور یہ سوچا کہ یہ فرض و واجب تو ہے نہیں۔ اگر نہیں پڑھیں گے تو کوئی گناہ تو ہوگا نہیں' چلو چھوڑو' یہ تم نے اس مہمان کی ناقدری کردی جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری اصلاح کی خاطر بھیجا تھا اگر تم نے اسی وقت فوراً عمل نہ کیا تو پیچھے رہ جاؤ گے' پھر معلوم نہیں دوبارہ وہ مہمان آئے' یا نہ آئے' بلکہ وہ آنا بند کردے گا کیونکہ وہ مہمان یہ سوچے گا یہ شخص میری بات مانتا نہیں' اور میری ناقدری کرتا ہے' میری خاطر مدارت نہیں کرتا' میں اب اس کے پاس نہیں جاتا۔ بہرحال ویسے تو ہر کام میں جلدی اور عجلت کرنا برا ہے' لیکن جب دل میں کسی نیک کام کا داعیہ پیدا ہوا تو اس پر جلدی عمل کرلینا ہی اچھا ہے۔

فرصت کے انتظار میں مت رہو

اگر اپنی اصلاح کی فکر کا دل میں خیال آیا کہ زندگی ویسے ہی گزری جارہی ہے' نفس کی اصلاح ہونی چاہئے اور اپنے اخلاق اور اعمال کی اصلاح ہونی چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی یہ سوچا کہ جب فلاں کام سے فارغ ہوجائیں گے' پھر اصلاح شروع کریں گے۔ یہ فرصت کے انتظار میں عمر عزیز کے جو لمحات گزر رہے ہیں' وہ فرصت کبھی آنے والی نہیں۔

کام کرنے کا بہترین گر

ہمارے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ "جو کام فرصت کے انتظار میں ٹال دیا' وہ ٹل گیا' وہ پھر نہیں ہوگا۔ اس واسطے کہ تم نے اس کو ٹال دیا۔ کام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو کاموں کے درمیان تیسرے کام کو گھسا دو' یعنی وہ دو کام جو تم پہلے سے کررہے ہو' اب تیسرا کام کرنے کا خیال آیا' تو ان دو کاموں کے درمیان تیسرے کام کو زبردستی گھسا دو' وہ تیسرا کام بھی ہوجائے گا' اور اگر یہ سوچا کہ ان دو کاموں سے فارغ ہوکر پھر تیسرا کام کریں گے تو پھر وہ کام نہیں ہوگا۔ یہ منصوبے اور پلان بنانا کہ جب یہ کام ہوجائے گا تو پھر کام کریں گے' یہ سب ٹالنے والی باتیں ہیں' اور شیطان عموماً اسی طرح دھوکہ میں رکھتا ہے۔

نیک کاموں میں ریس لگانا برا نہیں

اس لئے "مبادرت الی الخیرات" یعنی نیک کاموں میں جلدی کرنا اور آگے بڑھنا قرآن و سنت کا تقاضا ہے۔ یہاں دو لفظ استعمال کئے گئے ہیں ایک "مبادرت" یعنی جلدی کرنا' دوسرا "مسابقت" یعنی مقابلہ کرنا' ریس لگانا' ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا۔ اور یہ مقابلہ کرنا اور ریس لگانا نیکی کے معاملے میں محبوب ہے' اور چیزوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا برا ہے' جیسے مال کے حصول میں' عزت کے حصول میں' شہرت کے معاملے میں' دنیا کے حصول میں' جاہ طلبی کے معاملے میں' ان سب میں یہ بات بری ہے کہ انسان دوسرے سے آگے بڑھنے کی حرص میں لگ جائے۔ لیکن نیکیوں کے معاملے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جذبہ ایک محمود اور قابل تعریف جذبہ ہے۔ قرآن کریم خود کہہ رہا ہے کہ فاستبقوا الخیرات نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی

کوشش کرو۔ ایک شخص کو تم دیکھ رہے ہو کہ ماشاء اللہ عبادت میں لگا ہوا ہے' طاعات میں لگا ہوا ہے' گناہوں سے بچ رہا ہے' اب کوشش کرو کہ میں اس سے بھی زیادہ آگے بڑھ جاؤں' اس میں ریس لگانا برا نہیں۔

دنیاوی اسباب میں ریس لگانا جائز نہیں

یہاں معاملہ الٹا ہو گیا ہے' اس وقت ہماری پوری زندگی ریس لگانے میں گزر رہی ہے۔ لیکن ریس اس میں لگ رہی ہے کہ پیسہ زیادہ سے زیادہ کہاں سے آجائے' دوسرے نے اتنا کمالیا' میں اس سے زیادہ کمالوں۔ دوسرے نے ایسا بنگلہ بنالیا' میں اس سے اعلیٰ درجے کا بنالوں' دوسرے نے ایسی کار خریدی' میں اس سے اعلیٰ درجے کی خرید لوں' دوسرے نے ایسا ساز و سامان جمع کرلیا میں اس سے اعلیٰ درجے کا جمع کرلوں۔ پوری قوم اسی ریس کے اندر مبتلا ہے' اور اس ریس میں حلال و حرام کی فکر مٹ گئی ہے' اس لئے کہ جب دماغ پر یہ جذبہ سوار ہو گیا کہ دنیاوی ساز و سامان میں دوسرے سے آگے بڑھنا ہے' تو حلال مال کے ذریعہ آگے نکلنا تو بڑا مشکل ہے' تو پھر حرام کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور اب حلال و حرام ایک ہو رہے ہیں' جس چیز میں ریس لگانا اور مقابلہ شرعاً برا تھا وہاں سب مقابلے پر لگے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں اور جس چیز میں مقابلہ کرنا' ریس لگانا' ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی فکر کرنا مطلوب تھا' اس میں پیچھے رہ گئے۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مقابلہ

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دیکھئے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر انہوں نے کیا کیا' غزوۂ تبوک بڑا کٹھن غزوہ تھا۔ ایسا صبر آزما غزوہ اور ایسی صبر آزما مہم شاید کوئی اور پیش نہیں آئی' جیسی غزوۂ تبوک کے موقع پر پیش آئی' سخت گرمی کا موسم' وہ موسم جس میں آسمان سے شعلے برستے ہیں' زمین آگ اگلتی ہے اور تقریباً بارہ سو کلو میٹر کا صحرائی سفر' اور کھجوریں پکنے کا زمانہ' جس پر سارے سال کی معیشت کا دارومدار ہوتا ہے' سواریاں میسر نہیں' پیسے موجود نہیں' اور اس وقت میں یہ حکم دیا جارہا ہے کہ ہر مسلمان کے لئے نفیر عام ہے کہ وہ اس غزوہ میں چلے' اور اس میں شریک ہو' اور نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ یہ غزوہ کا موقع ہے' اور سواریوں کی ضرورت ہے' اونٹنیاں چاہئیں' پیسوں کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ بڑھ چڑھ کر اس میں چندہ دیں' اور جو شخص اس میں چندہ دے گا' میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ اب صحابہ کرامؓ کہاں پیچھے رہنے والے تھے' جبکہ خود نبی کریم ﷺ کی زبان سے یہ جملہ سن لیں کہ ان کے لئے جنت کی ضمانت ہے' اب ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق چندہ دے رہا ہے' کوئی کچھ لا رہا ہے' کوئی کچھ لا رہا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر گیا' اور میں نے اپنے گھر کا جتنا کچھ ساز و سامان' روپیہ پیسہ تھا وہ آدھا آدھا تقسیم کردیا اور پھر آدھا حصہ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چلا گیا' اور دل میں خیال آنے لگا کہ آج وہ دن ہے کہ شاید میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے نکل جاؤں۔ یہ جو جذبہ پیدا ہو رہا ہے کہ میں ان سے آگے بڑھ جاؤں' یہ ہے "مسابقت الی الخیرات" کبھی ان کے دل میں یہ جذبہ پیدا نہیں ہوا کہ میں عثمان غنیؓ سے پیسے میں آگے بڑھ جاؤں' کبھی یہ جذبہ پیدا نہیں ہوا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس بہت پیسے ہیں' ان سے زیادہ پیسے مجھے حاصل ہو جائیں' لیکن یہ جذبہ پیدا ہوا کہ صدیق اکبرؓ کو اللہ تعالیٰ نے نیکی کا جو مقام بخشا ہے' ان سے آگے بڑھ جاؤں۔ تھوڑی دیر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور جو کچھ تھا حاضر کردیا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے پوچھا۔

"اے عمرؓ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟"

حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! آدھا مال گھر والوں کے لئے چھوڑ دیا' اور آدھا غزوہ کے لئے اور جہاد کے لئے لے آیا ہوں۔"

اس کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ۔

"تم نے اپنے گھر میں کیا چھوڑا؟"

کہا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! گھر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں' جو کچھ گھر میں تھا سارا کا سارا اسمیٹ کر یہاں لے آیا ہوں۔"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن مجھے پتہ چلا کہ میں چاہے ساری عمر کوشش کرتا رہوں لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔

(ابو داؤد' کتاب الزکوۃ' باب فی الرخصۃ فی الرجل یخرج من مالہ' حدیث نمبر ۱۶۷۸)

ایک مثالی معاملہ

ایک مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"آپ میرے ساتھ ایک معاملہ کریں تو میں بڑا احسان مند ہوں گا۔"

انہوں نے پوچھا۔

"کیا معاملہ؟"

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ۔

"میری ساری عمر کی جتنی نیکیاں ہیں' جتنے اعمال صالحہ ہیں' وہ سب مجھ سے لے لیں' اور وہ ایک رات جو آپ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غار ثور میں گزاری' وہ مجھے دے دیں (یعنی وہ ایک رات جو آپؓ نے نبی ﷺ کے ساتھ غار ثور میں گزاری' وہ میرے سارے اعمال پر بھاری ہے)۔"

غرض یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کو دیکھیں تو کہیں یہ بات نظر نہیں آتی کہ یہ سوچیں کہ فلاں نے اتنے پیسے جمع کرلئے' میں بھی جمع کرلوں۔ فلاں کا مکان بڑا شاندار ہے' میرا بھی ویسا ہو جاتا۔ فلاں کی سواری بہت اچھی ہے' ویسی مجھے بھی مل جاتی۔ لیکن اعمال صالحہ میں مسابقت نظر آتی ہے' اور آج ہمارا معاملہ بالکل الٹا چل رہا ہے' اعمال صالحہ میں آگے بڑھنے کی کوئی فکر نہیں' اور مال کے اندر صبح سے لے کر شام تک دوڑ ہو رہی ہے' اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی فکر میں ہیں۔

اظہار تشکر

شیخ التفسیر حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر

اندرون و بیرون ملک سے حضرتؒ کے لاکھوں عقیدت مند' تلامذہ و مریدین' اہل علم و دانش اور شرفاء و زعماء ملک و ملت تعزیت کے لئے جامعہ مخزن العلوم خان پور اور جامعہ انوار القرآن نارتھ کراچی میں تشریف لائے' ہم ان تمام محبین و محسنین کے اس صدمہ جانکاہ کے نازک موقع پر تعزیت کرنے پر بے حد ممنون ہیں اور اس صبر آزما موقع میں ان سب کی جانب سے اظہار ہمدردی پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ حق میں حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش پا کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

نیز یہ درخواست بھی کرتے ہیں کہ جس شخص کے پاس بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق واقعات' آپ کی تقاریر و ارشادات اور معلومات ہوں وہ ازراہ نوازش جامعہ مخزن العلوم عید گاہ خان پور ضلع رحیم یار خان یا جامعہ انوار القرآن سیکٹر 1-ہ 11 نارتھ کراچی کے پتہ پر ارسال فرمائیں تاکہ افادۂ عام کے لئے انہیں منضبط و مرتب کیا جاسکے اور شیخ درخواستیؒ کا دینی و روحانی فیضان جاری و ساری رہے۔

شکریہ والتماس منجانب

۱۔ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی۔ ۲۔ مولانا مطیع الرحمٰن درخواستی۔ ۳۔ مولانا فضل الرحمٰن درخواستی۔ ۴۔ مولانا عبدالرحمٰن درخواستی۔ ۵۔ مولانا عطاء الرحمٰن درخواستی۔ ۶۔ مولانا جمیل الرحمٰن درخواستی۔ ۷۔ مولانا خلیل الرحمٰن درخواستی۔ ۸۔ حافظ عزیز الرحمٰن درخواستی

وجملہ پسماندگان و اہل خاندان درخواستی

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی

مردِ خدا کا یقین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صدیقیت کا راز پنہاں

کون نہیں جانتا کہ یقین دنیا کی بہت بڑی طاقت ہے' ایک شخص کے یقین نے بعض اوقات ہزاروں لاکھوں انسانوں کے شک و تذبذب پر فتح پائی ہے' جب بھی کوئی مردِ خدا کسی بات پر پہاڑ کی طرح جم گیا ہے اور اس نے حالات کے سامنے سپر ڈالنے سے انکار کردیا ہے اور اپنے یقین کا رشتہ مضبوط ہاتھوں سے تھام لیا ہے تو زمانہ کے بہتے ہوئے دھارے کا منہ پھر گیا ہے بڑے بڑے دوربینوں اور مبصروں کے اندازے غلط نکل گئے ہیں اور ان کی پیشین گوئیاں جھوٹی ثابت ہوئی ہیں اور اس شخص کا یقین آفتاب کی طرح شکوک و اوہام کے بادلوں اور خطرات اور اندیشوں کے کہر میں سے نمودار ہوا ہے۔

تاریخ میں اس یقین اور اس کی فتحیابی کی عجیب عجیب مثالیں ملتی ہیں۔ آسمانی صحیفوں اور انبیاء علیہم السلام کی سیرتوں نے بھی اس کے بہت سے کمالات پیش کئے ہیں جن کو پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور وہ یقین و ایمان کا ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے خیال فرمایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر جارہے ہیں بحر احمر کی خاک نائے کو عبور کرکے جزیرہ نمائے سینا پہنچنا چاہتے ہیں مگر اللہ کو کچھ اور منظور ہے وہ راہ غلط کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ یہی وہ سیدھا راستہ تھا جو اللہ کو منظور تھا صبح کا تڑکا ہوتا ہے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بجائے شمال میں جانے کے وہ مشرق کی طرف چلتے رہے ہیں اور اب بحر احمر (قلزم) کے کنارے کھڑے ہیں اور سمندر اپنی پوری طغیانیوں کے ساتھ بہہ رہا ہے' دفعتاً کان میں آواز آتی ہے وہ آگئے! حضرت موسیٰ علیہ السلام مڑ کر دیکھتے ہیں تو فرعون اپنے لشکر کے ساتھ سر پر آیا چاہتا ہے' بنی اسرائیل چیختے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام ہم نے تمہارا کیا قصور کیا تھا کہ تم نے چوہوں کی طرح ہمارے مارنے کا انتظام کیا' کیا ہمارے ہلاک ہونے میں کوئی کسر باقی ہے انا لمدرکون ہم تو پکڑے گئے' تصور کیجئے وہ کون سا پہاڑ ہے جو اس موقع پر ڈگمگا نہ جائے' کونسی طاقت ہے جو ایسی کھلی ہوئی حقیقت کے سامنے ہار نہ مان لے لیکن پیغمبر کا یقین کھلے ہوئے مشاہدات اور عریاں حقائق پر بھی غالب آتا ہے ان کے نزدیک آنکھیں دھوکہ دے سکتی ہیں کان غلط سن سکتے ہیں حواس خطا کرسکتے ہیں مگر اللہ کی بات غلط نہیں ہوسکتی اور اس کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوسکتا حضرت موسیٰ نے پورے اطمینان اور یقین کے ساتھ جواب دیا کلا ان معی ربی سیھدین ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے ضرور راستہ پر لگائے گا اور منزل پر پہنچائے گا اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سب جانتے ہیں۔

دوسری مثال لیجئے مکہ معظمہ میں مسلمان قریش کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں' ہر مسلمان کی جان خطرے میں ہے صبح ہوتی ہے تو شام کا بھروسہ نہیں اور شام ہوتی ہے تو صبح کا یقین نہیں' اسلام کا بظاہر دنیا میں کوئی مستقبل نہیں معلوم ہوتا جو دن گزر رہا ہے غنیمت معلوم ہوتا ہے ایسی حالت میں ایک مظلوم غریب مسلمان خبابؓ بن الارت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ آپ بیت اللہ کے سایہ میں بیٹھے ہیں خبابؓ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ پانی سر سے اونچا ہوگیا اب تو آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا کیجئے' آنحضرت ﷺ کو جوش آجاتا ہے سنبھل کر بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بس گھبرا گئے ۔ پہلی امتوں میں تو یہ ہوا ہے کہ مومن کو گڑھا کھود کر گاڑ دیا گیا ہے اور سر پر آرہ رکھ کر چلایا گیا ہے یہاں تک کہ اس کے بدن کے دو ٹکڑے ہو کر گر گئے ہیں اور لوہے کی کنگھیوں سے اس کے گوشت کو ہڈی سے جدا کردیا گیا ہے پھر بھی وہ اپنے دین سے نہیں پھرتا تھا۔ خدا کی قسم اللہ اپنے دین کو مکمل کر کے رہے گا یہاں تک کہ (اس دین کی عمومیت اور اس کے غلبہ کا) یہ حال ہوگا کہ سوار صنعاء سے حضر موت تک (سیکڑوں میل کی مسافت) چلا جائے گا اور اس کو اللہ کے سوا کسی کا کھٹکا نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ اس کو بھیڑیے سے خطرہ ہو کہ وہ اس کی بکریوں پر حملہ کرے لیکن تم جلدی بہت کرتے ہو (بخاری)

خیال فرمایئے عرب کی اس وقت کی بدامنی و خون ریزی غارت گری اور پھر اسلام کی مظلومیت اور کمزوری کو دیکھتے ہوئے ایسی بعید از قیاس پیشین گوئی اس شخص کے سوا کون کرسکتا ہے جس کو نبوت کا یقین حاصل ہو دوسرا موقع اس سے کچھ کم نہیں' حالت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اور ابوبکرؓ مدینہ جارہے ہیں' کمزوری اور غربت کا یہ حال ہے کہ مکہ جیسا عزیز وطن چھوڑنا پڑ رہا ہے اور راستہ کا بھی اطمینان نہیں پیچھے سے قریش کی دوڑ آرہی ہے۔ آخر یہ واقعہ پیش آیا' سراقہ بن جعشم تیز رفتار گھوڑے پر پورے ہتھیار لگائے سر پر پہنچ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے گھبرا کر کہا یا رسول اللہ دوڑ آگئی۔ فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے' آپ نے دعا فرمائی اور گھوڑا گھٹنوں گھٹنوں زمین میں دھنس گیا سراقہ نے کہا کہ یا محمد دعا کیجئے میں اس مصیبت سے چھوٹ جاؤں میرا ذمہ ہے کہ تعاقب کرنے والوں کو واپس کردوں گا' آپ نے دعا فرمائی گھوڑا نکل آیا' سراقہ نے پھر تعاقب کا ارادہ کیا پھر وہی واقعہ پیش آیا' پھر اس نے درخواست کی' اس مرتبہ نکل کر اس نے اپنے اونٹوں کی پیش کش کی' فرمایا ہمیں تمہارے اونٹوں کی ضرورت نہیں۔ جب جانے لگا تو کہا سراقہ وہ کیا وقت ہوگا جب تمہارے ہاتھ میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے سراقہ غریب کی سمجھ میں نہ آیا کہ کبھی ایسا وقت آسکتا ہے کہ شہنشاہ ایران کے کنگن ایک غریب اعرابی کے ہاتھ میں ہوں' اس نے بڑی بے ساختگی سے پوچھا کیا کسریٰ ابن ہرمز کے کنگن؟ فرمایا ہاں! فرمایئے ایسی کمزوری اور بے بسی کی حالت میں وہ کون سی نگاہ ہوسکتی ہے جو عرب کے ایک بدو کے ہاتھ میں شہنشاہ ایران کے کنگن دیکھتی ہے اور اس کی زبان اس کی پیشین گوئی کرتی ہے' کیا ظاہری حالات کے لحاظ سے اس کا کوئی امکان پایا جاتا ہے؟ یہی نگاہ نبوت ہے جو مستقبل کے افق پر دھندلے دھندلے ستارے دیکھ لیتی ہے اور جس کو ظاہری قیاسات اور واقعات کے خلاف پورے یقین کے ساتھ ایک واقعہ کی اطلاع دینے میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی!

اب مدینہ آیئے' مدینہ کے گرد خندق کھودی جارہی ہے' اللہ کا رسول خود کھودنے میں مشغول ہے ایک پتھر ایسا آجاتا ہے جس پر کدالیں اور پھاوڑے کام نہیں کرتے' صحابہؓ حضور سے عرض کرتے ہیں آپؐ تشریف لے جاتے ہیں' حالت یہ ہے کہ پیٹ پر دو دو پتھر بندھے ہوئے ہیں' کدال مارتے ہیں تو پتھر دو ٹکڑے ہوجاتا ہے اور اس سے ایک چمک نکلتی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ اس روشنی میں میں نے ایران کا سفید محل اور شام کا زرد محل دیکھا ہے تم ان محلوں کو فتح کرو گے تصور کیجئے یہ وہ کہہ رہا ہے جس کے گھر میں کھانے کے لئے بھی نہیں ہے ایسے موقع پر کہہ رہا ہے کہ اسلام کا وجود اور مسلمانوں کی ہستی خطرہ میں ہے عرب کے قبائل مدینہ پر

چڑھائی کر رہے ہیں اور موت و زندگی کا سوال ہے مگر پیغمبرانہ یقین کی روشنی ایسی ہی اندھیروں میں چمکتی ہے۔

پیغمبروں کے بعد دنیا کی تاریخ میں یقین کی جو سب سے بڑی مثال ملتی ہے وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ہے اور اسی یقین و استقامت اور اتباع میں ان کی صدیقیت کا راز پنہاں ہے ان کے واقعات بتلاتے ہیں کہ وہ صدیق اکبر کے لقب کے پورے مستحق ہیں اور اہل بصیرت کا یہ کہنا بالکل حق ہے کہ ابوبکر پیغمبر نہیں تھے مگر کام انہوں نے پیغمبروں کا سا کیا اور انہیں کی سی استقامت اور پختگی دکھائی۔

صورت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی ہے سارے عرب میں ارتداد کی آگ پھیل گئی ہے' خزاں میں جس طرح پتے جھڑیں اور ٹوٹی تسبیح کے دانے بکھریں اسی طرح قبائل اسلام سے نکلتے جا رہے تھے' ایک ایک دن میں بیسیوں قبیلوں کے ارتداد کی خبر آتی تھی' یمن' حضر موت' بحرین' نجد کے تمام علاقے مرتد ہوگئے' اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ قریش اور ثقیف صرف دو قبیلے اسلام پر قائم رہ گئے' یہودیت اور نصرانیت نے جو عرب سے جلاوطن ہوگئی تھیں سر اٹھایا' نفاق نے جو پہلے سوسائٹی کا ایک جرم اور پوشیدہ عیب تھا' نقاب الٹ دی اور لوگوں نے کھل کر شک و نفاق کی باتیں کرنی شروع کردیں' مسلمانوں کی ہوا سارے عرب سے اکھڑ گئی اور ان کے دشمن شیر ہوگئے۔ عرب مورخین نے بڑی بلاغت کے ساتھ اس وقت کے مسلمانوں کی بے بسی اور درماندگی کی تصویر کھینچی ہے وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی اس وقت وہ کیفیت ہوگئی تھی جیسے بارش کی رات میں بھیڑوں کی ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے باڑہ میں دبک جاتی ہیں اور سردی سے ٹھٹھرنے لگتی ہیں۔

عین اس حالت میں یقین اور اطاعت و فدویت کی ایک عجیب و غریب مثال سامنے آتی ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا کی تاریخ قاصر ہے' حضرت اسامہؓ کا لشکر جس کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجنے کے لئے تیار کیا تھا اور آپ کی وفات کی وجہ سے اس کا سفر ملتوی ہو گیا تھا تیار ہے۔ اس لشکر میں مہاجرین و انصار کے بڑے بڑے سردار اور میدان جنگ کے آزمودہ کار سپاہی ہیں۔ خود حضرت عمرؓ بھی حضرت اسامہؓ کی ماتحتی میں ہیں' یہ اس وقت کے مسلمانوں کی سب سے بڑی فوجی طاقت تھی' عقل و مصلحت شناسی کا فتویٰ کیا تھا اور جس کو سیاست کہتے ہیں اس کا فرمان ناطق کیا تھا؟؟ یہی کہ لشکر مدینہ میں ٹھہرے اور حملہ آوروں سے جن کا صبح و شام خطرہ تھا' مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے اس لئے کہ اس وقت اسلام کی بقا مدینہ پر منحصر ہے لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ اس وقت اس لشکر کا مدینہ سے باہر جانا کسی طرح مناسب نہیں' حملہ آوروں اور دشمنوں کی نگاہیں مدینہ پر ہیں اس لشکر کے کوچ کرتے ہی مدینہ پر حملہ ہو جائے گا' اس مشورے میں مدینہ کے تمام عقل مند شریک تھے لیکن بارگاہ نبوت کا مجذوب جس کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کا منشاء پورا کرنا اور آپ کے ارادے کو عمل میں لانا ہی سب سے بڑی عقلمندی اور سیاست ہے۔ صاف جواب دیتا ہے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں ابوبکرؓ کی جان ہے اگر مجھے اس کا بھی یقین ہو جائے کہ جنگل کے درندے مجھے اٹھالے جائیں گے تب بھی میں رسول اللہ ﷺ کا منشاء مبارک پورا کروں گا اور اسامہؓ کا لشکر بھیج کر رہوں گا۔ آپ نے تقریر کی' جہاد کے لئے تیار کیا اور حکم دے دیا کہ جو لوگ لشکر اسامہؓ میں داخل ہیں وہ اس کی قیام گاہ جرف میں پہنچ جائیں' چنانچہ لشکر اپنے مقام پر پہنچ گیا' حضرت ابوبکرؓ نے ان چند گنے چنے آدمیوں کو روک لیا جو ہجرت کر کے آئے تھے' اور ان کو اپنے قبائل کی حفاظت کے لئے مقرر کردیا' جب لشکر کے سب آدمی جمع ہوگئے تو امیر لشکر حضرت اسامہؓ نے حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجا کہ ان کی طرف سے دوبارہ عرض کریں کہ لشکر کو واپس بلالیں' ان کے ساتھ تمام معززین صحابہؓ اور سرداران قبائل ہیں۔ لشکر کے کوچ کے بعد اس کا خطرہ ہے کہ دشمن خلیفہ اسلام اور ازواج مطہراتؓ تک پر دست درازی کریں اور مشرکین ان کو مدینہ سے اٹھالے جائیں' اسامہؓ بہت نو عمر ہیں' حضرت عمرؓ نے اسامہؓ کا پیغام پہنچایا حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ اگر مجھے کتے اور بھیڑیے اٹھالے جائیں تو بھی میں لشکر ضرور روانہ کروں گا' رسول اللہ ﷺ جس بات کا فیصلہ فرماگئے ہیں میں اس کو رد نہیں کرسکتا' اگر ساری بستیوں میں میں تنہا رہ جاؤں گا جب بھی اس فیصلہ پر عمل کروں گا' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ انصار کا پیغام ہے کہ لشکر پر حضرت اسامہؓ سے زیادہ سن رسیدہ آدمی امیر مقرر کیا جائے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ جوش میں کھڑے ہوگئے اور حضرت عمرؓ کی داڑھی پکڑ کر کہا اللہ کے بندے! رسول اللہ ﷺ اسامہؓ کو مقرر کریں اور تم مجھے مشورہ دو کہ میں ان کو معزول کردوں؟

اس گفتگو کے بعد حضرت ابوبکرؓ لشکر میں آئے اور ان کو رخصت کرنے کے لئے چلے' آپ پیدل تھے اور حضرت اسامہؓ سوار' انہوں نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول آپ سوار ہو جائیں ورنہ میں اتر آتا ہوں' فرمایا نہ میں سوار ہوں گا نہ تم اترو گے' اس میں کیا حرج ہے کہ میں گھڑی بھر اپنے قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود کرلوں' اس لئے کہ مجاہد کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں' سات سو درجے بلند ہوتے ہیں اور سات سو گناہ معاف ہوتے ہیں' جب واپس ہونے لگے تو حضرت اسامہؓ سے فرمایا کہ اگر تمہاری رائے ہو تو عمرؓ کو میری اعانت کیلئے چھوڑ جاؤ' انہوں نے بخوشی اجازت دی' پھر آپ نے ان کو وصیت فرمائی کہ دیکھنا خیانت نہ کرنا' عہد شکنی' مال غنیمت میں چوری سے سخت اجتناب کرنا' کسی بچے' بوڑھے اور عورت کو نہ مارنا' کھجور کے درخت کو اکھاڑنا نہ جلانا نہ کسی پھل دار درخت کو کاٹنا' نہ کسی کی بکری' گائے اونٹ کو ذبح کرنا' اور دیکھو کچھ ایسے آدمی بھی تم کو ملیں گے جو عبادت گاہوں میں گوشہ نشین ہوں گے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا' کچھ ایسے نظر آئیں گے جو چاند صاف کرتے ہیں اور اس کے گرداگرد چوٹیوں کی طرح بال بڑھاتے ہیں ذرا تلوار سے ان کو ہوشیار کردینا' جاؤ اللہ کے نام پر روانہ ہو اور جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے اس کو عمل میں لاؤ۔

اس کے بعد کیا ہوا؟؟ اگر اس جگہ تاریخ میں خلا ہوتا اور عقل و قیاس کے قلم کو اس خلا کے پر کرنے کی اجازت دی جاتی تو وہ لکھ دیتا کہ یہ ایک بڑی خطرناک سیاسی غلطی تھی' نتیجہ یہ ہوا کہ مدینہ پر حملہ ہوگیا اور مرکز اسلام دشمنوں کے نرغہ میں آگیا' لیکن اللہ کی قدرت کہ ابوبکرؓ نے تو اپنے عشق اور کمال اتباع میں یہ کام کیا تھا اور ان کو یقین تھا کہ منشائے نبوت پورا کرنے میں کوئی خطرہ پیش نہیں آسکتا بلکہ خطرات کا علاج ہی یہی ہے اور قدرت الٰہی نے اس کی تصدیق کی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ اس لشکر کے روانہ ہونے سے سارے عرب پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی' لوگ کہتے تھے کہ اگر مسلمانوں کے پاس طاقت نہ ہوتی تو اس لشکر کو حملہ کے لئے کیوں بھیجتے' چنانچہ جو لوگ ارادہ بد رکھتے تھے وہ چوکنے ہوگئے اور مدینہ پر حملہ کرنے کا خیال دل سے نکال دیا۔ مورخ ابن اثیرؒ کے الفاظ ہیں وکان انفاذ جیش اسامة اعظم الامور نفعا للمسلمین اسامہؓ کے لشکر کا روانہ ہونا مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ مفید ثابت ہوا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عزم و ارادہ کا ایک نمونہ دنیا دیکھ چکی تھی لیکن ابھی عشق و یقین' اور عقل و مصلحت اندیشی کا ایک معرکہ باقی تھا وفات نبوی کے متصل ہی عرب میں منع زکوٰۃ کا فتنہ پیدا ہوگیا اور وبا کی طرح سارے ملک میں پھیل گیا' عرب کے سارے قبائل کہنے لگے کہ ہمیں نماز' [illegible] انکار نہیں مگر ہم زکوٰۃ میں ایک جانور بھی نہیں [illegible] ایک دو قبیلے ہوں تو خیر' دو چار قبائل کو چھوڑ کر سارا ملک یہی کہہ رہا تھا' حضرت ابوبکرؓ کی نگاہ بصیرت نے دیکھ لیا کہ زکوٰۃ کا انکار [illegible] کا پیش خیمہ اور دین سے بغاوت کی زنجیر کی وہ کڑی ہے جس کے ساتھ تمام کڑیاں پیوست ہیں' کفر و تحریف کا یہ دروازہ اگر کھلا تو قیامت تک بند نہیں ہو سکتا' آج زکوٰۃ کی باری ہے تو کل نماز کی اور پھر روزہ حج کا تو اللہ ہی حافظ ہے' مستقبل کا خطرہ اگر نہ بھی ہوتا تو بھی ابوبکرؓ کو یہ گوارا نہ تھا' دین کا جو مجموعہ رسول اللہ ﷺ چھوڑ کر گئے ہیں اور ابوبکرؓ اس کے متولی مقرر ہوئے ہیں کوئی نقص واقع ہو' اس موقع پر ان کی زبان سے بے ساختہ جو جملہ نکلا تاریخ نے بے کم و کاست محفوظ کرلیا ہے' وہ ان کے دلی جذبات' دین سے تعلق اور ان کے مقام صدیقیت کا ترجمان ہے انہوں نے فرمایا اینقص الدین وانا حی (کیا ابوبکرؓ کی زندگی میں اللہ کے دین میں قطع و برید ہوگی؟) انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ فتنہ کا یہ دروازہ بند کیا جائے گا' چاہے مسلمانوں کی لاشوں سے' اب سارا مدینہ ایک طرف تھا اور ابوبکرؓ ایک طرف تھے' صحابہؓ کہتے تھے کہ صرف ایک رکن کے ترک سے مانعین زکوٰۃ کے ساتھ مشرکین و

کفار کی طرح کس طرح قتال جائز ہے کچھ لوگ کہتے تھے کہ سارا عرب اس فتنہ میں مبتلا ہے کس کس سے جنگ کی جائے گی اس وقت تو یہی غنیمت ہے کہ ہم مدینہ میں رہ کر اللہ کی عبادت کرتے رہیں' لیکن حضرت ابوبکرؓ کہتے تھے کہ خدا کی قسم اگر ایک بکری کا بچہ بھی جو یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں زکوٰۃ میں دیا کرتے تھے روک لیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا" آخر کار ابوبکرؓ کا یقین اور جذبہ تمام شبہات و تردد ولت پر غالب آیا اور سب نے ان کا ساتھ دیا' آپ نے مختلف سمتوں پر گیارہ فوجیں روانہ کیں' تین تو مستقل مدعی نبوت تھے جن کی سرکوبی کرنی تھی عرب کے تمام جنگ آزما اور سورما جنہوں نے بعد میں عراق و ایران فتح کیا ہے ان مدعیان نبوت اور مرتدین کے ساتھ تھے اور عرب کی پوری جنگی قوت اور شجاعت اسلام کے مقابلہ میں میدان میں آگئی تھی بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ اتنی بڑی جنگی طاقت اس سے پہلے کبھی اسلام کے مقابلہ میں نہیں آئی تھی۔

ادھر مدینہ خالی ہو گیا تھا' اس کی شہرت ہو گئی کہ مدینہ میں لڑنے والے تھوڑے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے مدینہ کی حفاظت کے لئے حضرت علیؓ' طلحہؓ' زبیرؓ اور ابن مسعودؓ کو مقرر کیا اور اہل مدینہ کو مسجد نبوی میں حاضر رہنے کا پابند کر دیا اس لئے کہ یہ معلوم نہ تھا کہ دشمن کس وقت حملہ کر دیں گے تین ہی دن گزرنے پائے تھے کہ رات کو یکایک حملہ ہو گیا' محافظ دستہ نے حملہ آوروں کو روکا اور ابوبکرؓ کو اطلاع دی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اہل مسجد کو اطلاع کی اور دشمن کو پیچھے دھکیلتے ہوئے ذی حسی تک پہنچا دیا' وہاں انہوں نے مشکیزوں میں ہوا بھر کر رسیوں سے باندھ رکھا تھا ان کو انہوں نے زمین پر اس طرح گھسیٹا کہ مسلمانوں کے اونٹ اس طرح بدکے کہ مدینہ پہنچ کر دم لیا' مرتدین کو مسلمانوں کی کمزوری کا احساس ہوا اور انہوں نے اپنے بڑے مرکز ذی القصہ میں اس کی اطلاع کی اور وہاں سے نئے حملہ آور آگئے حضرت ابوبکرؓ رات بھر جنگ کی تیاری کرتے رہے اور صبح ہی اچانک کھلے میدان میں دشمن کے سر پر پہنچ گئے اور ان کو تلواروں پر رکھ لیا' سورج نکلتے نکلتے دشمن کے قدم اکھڑ گئے حضرت ابوبکرؓ نے ذی القصہ تک ان کا تعاقب کیا' اس فتح سے ارتداد کی طاقت پر اچھی ضرب پڑی لیکن قبیلہ عبس و ذبیان نے اپنے اپنے قبیلوں کے مسلمانوں کو چن چن کر قتل کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ وہ مسلمانوں کا پورا بدلہ لیں گے اور جتنے مسلمان شہید ہوئے ہیں ان سے زیادہ مشرکین کو قتل کریں گے' اس عرصہ میں مدینہ طیبہ میں زکوٰۃ کے جانور پہنچے ادھر حضرت اسامہؓ کا لشکر چالیس دن کی غیر حاضری کے بعد واپس ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا اور ان کے لشکر کو آرام کرنے کا حکم دیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر باہر نکلے مسلمانوں نے ان کو اللہ کا واسطہ دیا کہ وہ مدینہ ہی میں رہیں' انہوں نے فرمایا میں مسلمانوں کے ساتھ پوری مساوات کا سلوک کروں گا اب یہ آرام کریں گے اور میں جاؤں گا' چنانچہ مدینہ سے نکل کر دور تک دشمن کو ہزیمت دیتے چلے گئے اور مسلمانوں کا رعب قائم ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے یقین اور جوش نے مسلمانوں میں جو جذبہ جہاد اور سرفروشی کی روح پیدا کر دی تھی اس کا اندازہ کرنے کے لئے بیسیوں معرکوں میں سے صرف یمامہ کی جنگ کے حالات کافی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جذبہ اور روح کے بغیر ارتداد کا فتنہ عالم آشوب اور قبائل عرب کی نسلی عصبیت اور بدوی شجاعت کا مقابلہ (جس نے کچھ ہی عرصہ بعد ایران وشام کی فوجوں کے چھکے چھڑا دیئے) ممکن ہی نہ تھا غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس قالب میں ابوبکرؓ کا یقین اور ان کا جذبہ کار فرما تھا۔

یمامہ نجد میں واقع ہے یہ قبیلہ بنی حنیفہ کا مرکز تھا' بنی حنیفہ جو ربیعہ کی ایک شاخ ہے اور قریش میں جو مضر کی ایک شاخ ہے جاہلیت میں سخت ترین عداوت اور موروثی دشمنی اور عصبیت تھی اسی قبیلہ میں مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کچھ لوگوں کو اپنی شعبدہ بازیوں سے اور زیادہ تر خاندانی عصبیت و حمیت کی بنیاد پر اور قریش کی دینی مرکزیت اور سیاسی طاقت کو توڑنے کیلئے اپنا ہمنوا بنایا' حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالدؓ کو مسیلمہ کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا اور مہاجرین و انصار اور اکابر صحابہؓ کی ایک بڑی جمعیت کو ان کے ساتھ کیا' بنو حنیفہ نے یمامہ کو اپنی چھاؤنی بنایا تھا' ان کے لشکر میں چالیس ہزار لڑنے والے تھے' جنگ سے پہلے بنو حنیفہ کے مقرر نے نہایت پرجوش تقریر کی اور سارے قبیلہ کو مرنے مارنے پر آمادہ کر دیا' مہاجرین کا جھنڈا سالم مولیٰ ابی حذیفہ کے پاس تھا اور انصار کا جھنڈا ثابت بن قیس کے پاس لوگوں نے سالم سے کہا کہ ہمیں تمہاری طرف سے خطرہ ہے انہوں نے فرمایا پھر میں حافظ قرآن کیسا لعنت ہے مجھ پر دوسرے قبیلے اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے تھے' لڑائی شروع ہوئی اور اتنی سخت ہوئی کہ مورخ ابن اثیر کہتا ہے کہ اس سے پہلے مسلمانوں کو اس سے سخت جنگ کبھی پیش نہیں آئی تھی یہاں تک کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے' مسلمانوں نے ایک دوسرے کو للکارا کہ کہاں جاتے ہو' انصار کے علم بردار ثابت نے کہا مسلمانو! پیچھے ہٹنے کا تم نے برا دروازہ کھولا ہے اے اللہ میں بنو حنیفہ (مرتدین) کے عمل سے بیزار ہوں اور مسلمانوں کے عمل سے معذرت خواہ ہوں یہ کہہ کر آگے بڑھے اور شہید ہو گئے۔ حضرت زید بنؓ الخطاب نے جو حضرت عمرؓ کے بھائی تھے مسلمانوں کو آواز دی کہ نگاہیں نیچی کر لو دانتوں کو دبالو اور دشمن کے قلب میں گھس جاؤ اور مارتے ہوئے بڑھے چلو' حضرت ابو حذیفہؓ نے کہا کہ اے قرآن والو آج اپنے عمل سے قرآن کو آراستہ کرو۔ حضرت خالدؓ نے زور کا حملہ کیا اور دشمن کو بہت پیچھے دھکیل دیا' اب گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی' بنو حنیفہ اپنے ایک ایک قبیلہ کا نام لے کر جوش پیدا کر رہے تھے اور گھٹنے ٹیک کر لڑ رہے تھے' لڑائی کا یہ طور تھا کہ کبھی مسلمانوں کا پلہ بھاری معلوم ہوتا تھا کبھی مرتدین کا' اسی عرصہ میں سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ و زید بن الخطابؓ کام آ گئے' حضرت خالدؓ نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھا تو کہا لوگو ذرا الگ الگ ہو جاؤ تاکہ ہم کو ہر قبیلہ کی شجاعت اور سرفروشی کا اندازہ ہو اور اس کا پتہ چلے کہ ہمارا کون سا بازو کمزور ہے جس سے ہم کو نقصان پہنچ رہا ہے چنانچہ قبیلے قبیلے جدا ہو گئے اور لوگوں نے کہا کہ اب فرار سے شرم آنی چاہیے۔ اس کے بعد سخت خونریز معرکہ ہوا اور میدان لاشوں سے پٹ گیا زیادہ تر مہاجرین و انصار اس معرکہ میں کام آئے۔ مسیلمہ ایک جگہ جما کھڑا تھا اور اس کے گرد لڑائی کی چکی چل رہی تھی۔ حضرت خالدؓ نے بھانپ لیا کہ جب تک مسیلمہ نہ مارا جائے گا بنو حنیفہ کے حوصلے پست نہیں ہوں گے۔ حضرت خالد سامنے آ گئے اور یا محمداہ (جو اس وقت مسلمانوں کا شعار تھا) کہہ کر اپنے مقابلہ کے لئے للکارا اور جو سامنے آیا اس کو خاک و خون میں سلا دیا' جب کئی پہلوان مارے گئے تو حضرت خالدؓ نے مسیلمہ کو آواز دی کہ مقابلہ پر آ' اس نے منظور نہیں کیا' حضرت خالدؓ نے زور کا حملہ کیا' مسیلمہ کے قدم اکھڑ گئے اور جو لوگ اس کے گرد و پیش تھے وہ اپنی جگہ پر برقرار نہ رہے حضرت خالدؓ نے مسلمانوں کو للکارا اور مسلمان ہر طرف سے ٹوٹ پڑے اور بنو حنیفہ پسپا ہو گئے اور انہوں نے مسیلمہ کو آواز دے کر کہا کہ جس کا تم ہم سے وعدہ کرتے تھے وہ کہاں ہے؟ مسیلمہ نے کہا کہ اب اس وقت اپنے خاندان اور اپنے قبیلہ کی طرف سے لڑو' اس عرصہ میں بنو حنیفہ کے سردار محکم نے اپنی قوم کو آواز دی کہ باغ میں آ جاؤ بنی حنیفہ ہر طرف سے سمٹ کر باغ میں آ گئے اور دروازہ بند کر لیا' براء بن مالکؓ نے کہا کہ مسلمانو مجھے اٹھا کر باغ میں پھینک دو' لوگوں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا' انہوں نے خدا کی قسم دی کہ مجھے باغ کے اندر ڈال ہی دو' چنانچہ لوگوں نے ان کو اٹھایا اور وہ کسی طرح دیوار پر چڑھ گئے اور باغ میں کود گئے اور دروازہ کھول دیا' باغ میں پہنچ کر ایسی گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ باید و شاید' فریقین کے کشتوں کے پشتے لگ گئے خاص طور پر بنو حنیفہ کا سخت جانی نقصان ہوا' انصار کے علمبردار ثابت بن قیسؓ بھی شہید ہوئے' ان کا پاؤں ایک شخص کی تلوار سے کٹ گیا تھا انہوں نے وہی پاؤں اس زور سے اس شخص کے منہ پر مارا کہ وہ مر گیا' وحشیؓ جو حضرت حمزہؓ کے قاتل تھے اور اپنے اس گناہ [illegible] کی فکر میں رہا کرتے تھے مسیلمہ کی تاک میں تھے انہوں نے اپنا بھالا پھینک مارا جو ٹھیک نشانہ پر لگا' ایک انصاری نے بڑھ کر گردن اڑا دی' مسیلمہ کا قتل ہونا تھا کہ بنو حنیفہ کے قدم اکھڑ گئے' مسلمانوں نے ان کو تلواروں پر رکھ لیا اور ان کے اکثر آدمی مارے گئے' مسلمانوں میں سے صرف مہاجرین میں سے تین سو ساٹھ آدمی کام آئے سینکڑوں حافظ قرآن تھے جنہوں نے اس میدان شہادت میں اپنے علم و عمل کا حق ادا کیا۔

بنی حنیفہ کے ایک سردار مجاعہ نے غلط بیانی اور فریب دہی سے حضرت خالدؓ سے ایسی صلح کر لی جس میں قبیلہ کی جان محفوظ ہو گئی' بعد میں دربار خلافت سے حکم آیا کہ بنو حنیفہ میں سے کوئی بالغ مردانہ چھوڑا جائے مگر حضرت خالدؓ نے صلح

نامہ کی پوری پابندی کی اور اطلاع دے دی کہ صلح ہو گئی تھی اس لئے اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبد اللہؓ سے کہا کہ تم اپنے چچا پر قربان نہ ہو گئے' زیدؓ شہید ہو گئے اور تم زندہ موجود ہو میں تمہارا منہ دیکھنا نہیں چاہتا' عبد اللہؓ نے کہا کہ اس میں میرا کیا قصور ہے' ہم دونوں نے شہادت کی تمنا کی تھی ان کی تمنا پوری ہو گئی میری تمنا پوری نہیں ہوئی۔

مسیلمہ کذاب' اسود عنسی' طلیحہ مدعیان نبوت کے یکے بعد دیگرے جب قتل و شکست اور مرتد قبائل کی ہزیمت اور قتل و غارت سے سارا عرب مرتدین سے صاف ہو گیا' حضرت ابو بکرؓ اور ان کے امراء جیوش نے عرب کا گوشہ گوشہ اور قبیلہ قبیلہ مرتدین سے پاک کر دیا اور مرتدین سے صاف طور پر کہلوا دیا کہ ہم کفر پر تھے' ہمارے مقتول ناری اور تمہارے مقتول شہید ہیں جو جو کچھ میدان جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا وہ مال غنیمت ہے اور ان کے ہاتھ سے جو مسلمان شہید ہوئے ان کی دیت (خون بہا) دی جائے گی اور جو مرتدین کے ہاتھ آیا ہے وہ مسلمانوں کو واپس کیا جائے گا اور جو اب بھی ارتداد پر باقی رہنا چاہتے ہیں وہ عرب کی سرزمین چھوڑ دیں اور جہاں سینگ سمائے چلے جائیں۔

اس فتنہ ارتداد کا خاتمہ حضرت ابو بکرؓ کا وہ کارنامہ ہے جس کی نظیر سے امتوں کی تاریخ خالی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ آج دنیا میں اگر اسلام محفوظ ہے اور اس کی شریعت بے کم و کاست موجود ہے۔ تو یہ رسول اللہ ﷺ (ارواحنا فداہ) کے بعد حضرت ابو بکرؓ ہی کی استقامت' عزیمت' اور جدو جہد کا نتیجہ ہے' آج روئے زمین پر جہاں کہیں اسلام کا کوئی رکن ادا ہو رہا ہے' کوئی اسلامی شعار بلند ہے اور کہیں دین پر عمل ہو رہا ہے اس میں حضرت ابو بکرؓ کا حصہ ہے' آج نماز کی ہر رکعت زکوٰۃ کا ہر پیسہ' روزہ کی ہر گھڑی' حج کے ہر رکن کے ثواب میں حضرت ابو بکرؓ کا حصہ ہے' اس لئے کہ اگر زکوٰۃ کے بارہ میں ڈھیل دی جاتی اور فتنہ ارتداد کے ساتھ رواداری برتی جاتی تو نہ نماز رہتی نہ روزہ' نہ حج اور جب تک یہ دین دنیا میں باقی ہے (اور وہ قیامت تک باقی ہے) حضرت ابو بکرؓ کو اس امت کے اعمال کا اجر ملتا رہے گا' رضی اللہ عن ابی بکر ارضاہ۔ اور یہ عزیمت و استقامت حضرت ابو بکرؓ کے اس یقین کا نتیجہ تھا جو ان کو مشکوٰۃ نبوت اور مرکز ایمان و یقین سے ملا تھا اور جس کی بنا پر وہ صدیق اکبرؓ کہلاتے ہیں جس کی بدولت انہوں نے دین کی گرتی ہوئی عمارت کو تھام لیا۔ اور اس کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو اپنی ہمت اور قوت سے پار لگا دیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ہم پر ایک ایسا وقت آیا تھا اگر اللہ تعالیٰ بر وقت ابو بکرؓ کو کھڑا نہ کر دیتا تو ہماری ہلاکت میں کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی تھی ہم نے اس پر اتفاق کر لیا تھا کہ اونٹ کے بچے (زکوٰۃ کے جانور) کے بارہ میں ہم جنگ نہیں کریں گے اور مدینہ میں رہ کر اللہ کی عبادت جو کچھ بن پڑے کی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا وقت آ جائے لیکن ابو بکرؓ اڑ گئے اور مرتدین کی ذلت و خواری اور ان کے فتنہ کے سدباب سے کم کسی چیز پر رضامند نہیں ہوئے۔

لیکن اس یقین کے سلسلہ میں یاد رہے کہ جو یقین کسی ضد یا نفسانیت کی بناء پر ہوتا ہے یا کسی انسانی طاقت یا بیرونی امداد کے بھروسہ پر ہوتا ہے اور اس کا سرچشمہ ایمان' عمل صالح' اعتماد علی اللہ نہ ہو' بلکہ مادی اسباب' سیاسی تدبیر اور جوڑ توڑ ہو' اس کا انجام بعض اوقات بہت خراب ہوتا ہے۔ واقعات بتاتے ہیں کہ ایسا یقین دنیا میں بڑی بڑی تباہیاں لایا ہے اور پوری پوری قومیں ایک جھوٹے یقین اور ایک شخص کی ضد اور نامعقول اڑ پر قربان ہو گئی ہیں۔ اس یقین کے لئے جس کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے ضروری ہے کہ۔

(۱) وہ خالص اللہ کے اعتماد پر ہو مخلوق کے کسی وعدہ یا کسی امید پر نہ ہو۔ (۲) مشورہ و تدبیر میں کمی نہ کی جائے۔ پھر بصیرت ایمانی جو کچھ فیصلہ کرے اس پر مضبوطی سے قائم ہو جایا جائے۔

(۳) صاحب یقین ایمان و اخلاص کی دولت سے مالا مال اور عمل صالح سے متصف ہو اور اللہ سے بندگی کا خصوصی تعلق رکھتا ہو۔ (۴) اس کی بنیاد حق اور صداقت ہو' اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا مقدمہ جعلی اور کمزور نہ ہو۔

ان صفات کے بعد وہ پیش آئے گا جس کا وعدہ اس آیت میں کیا گیا ہے۔ ان وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاء کم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔

آج عالم اسلام پر جو مصائب آ رہے ہیں' اور دین کا ایوان جس طرح زلزال میں ہے مسلمانوں کے حوصلے جس طرح پست اور ان کی طبیعتیں جس طرح افسردہ ہوتی جاری ہیں اور وہ اسلام کے مستقبل سے گویا ناامید ہوتے جا رہے ہیں۔ قیاس و ناامیدی کے الفاظ جس طرح زبانوں اور قلم پر آنے لگے ہیں اس میں اسی یقین کی ضرورت ہے' جو گرتے ہوئے دلوں کو تھام لے' بجھتی ہوئی طبیعتوں کو گرما دے اور سوتی ہوئی ہمتوں کو جگا دے' خیال فرمایئے فتنہ ارتداد کی اس صورت حال اور موجودہ صورت حال میں کتنا بڑا فرق ہے مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی وفات نے نیم جان اور بے حال کر دیا تھا' ہر شخص یتیمی کی کیفیت محسوس کر رہا تھا' وہ عزیز ترین' ہستی جو زخموں کا مرہم اور دلوں کی ڈھارس تھی اور جس کو اپنے میں پا کر تمام مصیبت فراموش اور ہر غم غلط ہو جاتا تھا اور جس کے چہرے کو دیکھ کر نازک دل عورت جس کو باپ بھائی' بیٹے' شوہر کی شہادت کا تازہ تازہ داغ لگا تھا پکار اٹھتی تھی کل مصیبۃ بعدک جلل یا رسول اللہ آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہیچ ہے یا رسول اللہ' وہ ان کے درمیان سے اٹھ جاتی ہے اور اس کے اٹھتے ہی ہر طرف سے نرغہ ہوتا ہے اسلام کی وہ پونجی اور راس المال جو اس کا اصل سرمایہ تھا یعنی عرب اور قبائل عرب وہ ان کے ہاتھوں سے نکل جاتا ہے' اسلام جو عرب کے گوشہ گوشہ میں پھیل گیا تھا سمٹ کر صرف مدینہ' مکہ اور طائف میں محصور ہو جاتا ہے' دشمنوں کی مرکز اسلام (مدینہ) پر بھی نگاہیں ہیں اور صبح شام حملہ کا خطرہ ہے' دائیں بائیں کی ایرانی اور رومی شہنشاہیاں بھی تاک میں ہیں ان سے چھیڑ چھاڑ شروع ہو چکی ہے۔ قرآن مجید سینوں میں ہے اس کی تعلیم کی ابھی عالم گیر اشاعت بھی نہیں ہوئی۔ اسلام کی ساری متاع ایک سفینہ پر ہے اور وہ سفینہ تلاطم میں ہے' لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں ابو بکرؓ کی روح پاک پر اور ان کے وفادار اور سرفروش رفیقوں پر کہ نہ ان پر ناامیدی کا غلبہ ہوا نہ ان کے حوصلے پست ہوئے نہ ہمت شکست' انہوں نے ایک طرف رسول اللہ ﷺ کی آخری خواہش اور منشاء کی تکمیل کی' دوسری طرف سارے جزیرہ نمائے عرب کی پھیلی ہوئی ارتداد کی آگ کو بجھایا' پھر ایسے وقت میں دنیا کی دو عظیم ترین سلطنتوں پر حملہ کر دیا وہ اسلامی فوجیں جو مرتدین سے جہاد کر کے بیٹھنے نہ پائی تھیں عراق و شام کی ان سلطنتوں کے سر پر پہنچ گئیں جن کے وسائل و ذخائر غیر محدود اور جن کی مملکت ان کے خیال سے زیادہ وسیع تھی اور پھر جب تک عراق سے لے کر ہندوستان تک اور عرب کی شمالی سرحد سے آبنائے طارق اور آبنائے باس فورس تک سارا میدان کانٹوں سے صاف نہیں کر دیا چین سے نہیں بیٹھے' یہاں تک کہ ایشیاء میں چین چھوڑ کر تمام متمدن ممالک' افریقہ کا سارا آباد اور متمدن علاقہ اور یورپ کا ایک حصہ اسلام کا زیر نگیں ہو گیا۔

لیکن اس وقت کے مقابلہ میں آج دنیا کا نقشہ کچھ اور ہی ہے اس وقت مسلمان صرف مدینہ' مکہ اور طائف میں رہ گئے تھے لیکن آج دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جہاں اسلام کے نام لیوا موجود نہ ہوں اس وقت مسلمانوں کی تعداد ہزاروں سے زیادہ نہ تھی لیکن آج وہ اسی کروڑ سے بھی متجاوز ہیں' اس وقت تین شہروں کو چھوڑ کر اور کہیں مسلمانوں کو حاکمانہ اقتدار حاصل نہ تھا لیکن آج ان کی بیسیوں حکومتیں موجود ہیں اور لاکھوں مربع میل زمین ان کے زیر اقتدار ہے' اس وقت مشکل سے ایسے مسلمان موجود تھے جنہیں اطمینان کے ساتھ دونوں وقت کھانا میسر تھا لیکن آج شاید ہی کوئی ایسا ہو جو بھوکا مرتا ہو' اس وقت ہزاروں کی دولت رکھنے والے مسلمان بھی انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے لیکن آج کروڑوں کی مالیت رکھنے والوں کی تعداد بھی ہزاروں سے متجاوز ہے۔ آج نہ یاس کا موقع ہے نہ ہراس کا۔ ضرورت صرف اسکی ہے کہ اللہ کے بندے ہی [illegible] ایمان و یقین اور عمل صالح سے آراستہ کریں [illegible] نے ایسا کر لیا تو تمام خطرات اور شبہات یقین کی حرارت اور عمل کی قوت کے سامنے اس طرح ناپید ہو جائیں گے جس طرح صبح [illegible] اور رات کی شبنم سورج کی گرمی کے سامنے ناپید ہو جاتی ہے۔

علی برادران کی خوش قسمت "بی اماں"

جناب غفار فریدی صاحب

دنیا کو معلوم ہو گیا کہ ملت ہندیہ کی گود میں کیسی عظیم الشان استقامت کی ماں موجود ہے

ہند و پاک کی جنگ آزادی اور کانگریس کو پروان چڑھانے اور تحریک خلافت کو وجود میں لانے' اور مولانا محمد علیؒ و شوکت علیؒ دونوں کی تعلیم و تربیت میں ان ہی کی لگن کارفرما ہے۔ ایک لاوارث بیوہ عورت آبادی بیگم امروہویہ نام "بی اماں" والدہ گرامی علی برادران۔

بولی اماں محمد علی کی
جان بیٹا ! خلافت پہ دے دو

اس سادہ اور ہلکے سے شعر نے ہزاروں جوانوں اور بوڑھوں کو انگریزی استبداد کے ذریعہ جیلوں اور دار و رسن تک پہنچایا۔

بی اماں جوانی میں ہی بیوہ ہو گئی تھیں۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے بطل عظیم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب ندوی نگرامی مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"تحریک آزادی کے دو نامور سپوت مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی سے آج کون واقف نہیں۔ لیکن حریت کے ان علمبرداروں نے جس آغوش میں آنکھ کھولی اور پروان چڑھی جن کی بے پناہ محبت' توجہ و تربیت نے ان دونوں بھائیوں کو افق عالم پر چمکایا آج ان سے کم لوگ واقف ہیں۔ بی اماں مرحومہ بڑی خوش قسمت ماؤں میں سے ہیں کہ انہیں علی برادران جیسے چشم و چراغ ملے۔"

۱۸۵۷ء میں جب ہندی مسلمانوں کا قافلہ لٹا تو بی اماں اس وقت پانچ سال کی تھیں۔ مسلمانوں کا شیرازہ بکھر گیا۔ اسلامی تعلیم مفقود ہو چکی تھی پھر بھی دلی' مراد آباد' رام پور وغیرہ میں اونچے درجے کے خاندانوں میں تربیت کی سخت پابندی تھی۔ خدا اور رسولؐ کی محبت کا ہر گھر میں چرچا تھا۔ سلف کے طریقوں کی عظمت تھی۔ انہیں کا طریقہ معاش پسند کیا جاتا تھا۔ بی اماں میں ان تمام چیزوں کی جھلک پائی جاتی۔ بی اماں علوم عقلیہ و نقلیہ میں کوئی کمال نہ رکھتی تھیں اور نہ کوئی صاحب کرامت ولیہ تھیں مگر اخلاق کی خوبی' اسلام کا درد' خدا اور رسولؐ کی محبت' اپنے بڑوں کی پیروی' تصنع و تکلف سے دور بلاشبہ عورتوں مردوں کے لئے لائق تقلید ہیں۔ فرماتی تھیں کہ تعلیم کے زمانے میں شوکت و محمد کو فرنگی معاشرت سے بچنے کے لئے کہتی تھی لیکن انہوں نے میری بات پر کان نہیں دھرا اب الحمدللہ وہ راہ راست پر آگئے ہیں۔ دونوں بھائیوں کی قربانی کے لئے فرمایا اسلام کی راہ میں یہ بہت ہی کم ہیں ہمارے پیغمبر صاحب کو تو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ شوکت و محمد جو کچھ کر رہے ہیں وہ خدا کی خاص عنایت و مہربانی ہے۔ فرماتی تھیں کہ جب ان کے باپ گزرے تو محمد علی سوا برس کا اور شوکت کوئی پانچ برس کا ہو گا۔ اللہ نے بڑی مشکلوں سے ان کی پرورش کرائی۔ جب حج کے لئے تشریف لے گئیں تو بیت اللہ کے غلاف کو تھام کر عرض کیا کہ اے میرے پروردگار تو نے محض اپنے فضل سے ان بچوں کی پرورش کروائی۔ میں بے کس اس قابل نہ تھی۔ اب اتنی دعا ہے کہ ان کو سچا مسلمان بنا دے اور غالباً یہ بھی کہا کہ میں لاوارث بیوہ عورت ہوں تیری شان کے مطابق کوئی نذرانہ میرے پاس نہیں ہے۔ یہ دو یتیم بچے حاضر ہیں اے اللہ شوکت و محمد کو اسلام کے لئے قبول فرما۔ فرماتی تھیں کہ اللہ نے ان دونوں بھائیوں کو اپنی راہ میں لگا لیا ہے۔

ایک موقع پر بی اماں نے تمام [illegible] گفتگو نہایت سنجیدگی و متانت سے فرمائی لیکن جب خلافت [illegible] مسلمانوں کی تباہی کا ذکر کرنے لگیں تو جوش سے ان کے بوڑھے او[illegible] ہاتھ کانپنے لگے تھے۔ فرمایا کہ جب شوکت و محمد گرفتار ہو گئے تو میں بڑھیا اپاہج جس کو چارپائی سے اٹھنا دشوار تھا کراچی جانے کو تیار ہو گئی اور کراچی میں میں نے شوکت سے کہا بیٹا میں کسی قابل نہیں لیکن اگر اس آخری عمر میں تم لوگوں کے طفیل کچھ اسلام کی خدمت ہو سکے تو بڑی خوش نصیبی ہے۔ فرمایا کہ میں نے اپنا کفن تیار کر کے ساتھ رکھ دیا ہے اور اشفاق (سیکریٹری علی برادران) سے کہہ دیا کہ عمر کا کیا ٹھکانہ سفر میں موت آجائے تو میرے مسلمان بھائیوں سے دو گز زمین مانگ کر مجھے دفنا دینا۔

پرانی عورتیں مقام صبر و رضا میں بہت مضبوط اور مسئلہ تقدیر کے حقیقی فوائد سمجھتی رہی ہیں اور اسی اعتقاد کی بدولت ان کی گودوں میں جن بچوں نے پرورش پائی وہ بھی دنیوی طاقتوں سے بے خوف و نڈر رہے۔ فرمایا کہ میں نے سات سال ہوئے اپنے بچوں کو خدا کے سپرد کر دیا تم دیکھو کہ سات برس ہو گئے خدا شوکت و محمد کی حفاظت کر رہا ہے۔ فرنگی ان کا ایک ناخن بھی نہ اکھاڑ سکے لیکن اگر اللہ کی مرضی یہی ہے کہ میرے دونوں بچے اسی راہ میں جان دے دیں تو ان کو کون بچا سکتا ہے۔ ایک بزرگ نے علی برادران اور بی اماں کی تعریف کی تو بڑی سختی سے اس کی تردید کی اور کہا اسلام کی راہ میں سب ہیچ ہے اب میرا کچھ نہیں میں نے سب کچھ اللہ کے سپرد کر دیا۔ فرمایا ظالم اپنے ظلم کو بڑھائے جائے لیکن نیکی کرنے والے اپنی نیکی کو نہ بڑھائیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو دار پر لٹکے ہوئے دیکھ کر حضرت اسماءؓ نے جو کچھ کیا اور کہا اگر اس طرح کا معاملہ علی برادران کے ساتھ ہوتا تو بی اماں سے بھی اسی انداز کی توقع تھی۔

نصر اللہ خاں عزیز (مدیر مدینہ و زمزم) تحریر فرماتے ہیں کہ موجودہ نسل کو شاید معلوم بھی نہ ہو کہ تحریک خلافت ۲۳-۱۹۱۹ء کے زمانے میں ہندوستان کے در و دیوار راس کماری سے پشاور اور کراچی سے آسام کی پہاڑیوں تک ایک نظم کے جوش پرور نغموں سے گونج اٹھے تھے جس کا ٹیپ کا یہ شعر تھا۔

بولی اماں محمد علی کی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

بی اماں اور علی برادران کے نام لازم و ملزوم ہو گئے تھے۔ اس تصور کو میں نے ایک تصویر میں اس طرح مجسم دیکھا تھا کہ آگے کرسی پر بی اماں بیٹھی تھیں۔ ان کے پیچھے ایک طرف مولانا شوکت علی دوسری طرف مولانا محمد علی کھڑے تھے اور نیچے لکھا تھا "شیرنی اپنے دو شیر بچوں کے ساتھ" تصویر کا یہ عنوان جس نے بھی تجویز کیا اس نے ایک حقیقت کو بالکل صحیح الفاظ کا جامہ پہنایا۔ اس دور میں ان افراد کی شجاعت' قربانی و ایثار اور استقلال کی دھوم تھی۔ یہ گاندھی جی سے بھی زیادہ معروف اور محبوب تھے۔ علی برادران کی یہ شہرت و ناموری اور محبوبیت سال دو سال کی تاریخ پر مبنی نہیں تھی بلکہ اس کی ترتیب میں نصف صدی کی ایک خاموش روحانی اور اخلاقی جدوجہد صرف ہوئی تھی۔

بچپن میں والد کا انتقال ہونے کے سبب آبادی بانو نے جو بعد میں اپنے عظیم المرتبت فرزندوں کے سبب بی اماں کے نام سے مشہور ہوئیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت پر اپنی جوانی اپنی زندگی قربان کرنے کا فیصلہ کر لیا یہ ان ہی کے فیضان تربیت کا نتیجہ تھا کہ بجائے اس کے کہ علی گڑھ کالج کے یہ دو کھلنڈرے طالب علم کسی اعلیٰ سرکاری ملازمت کی راحت رسانیوں' عیش پروریوں اور سکون سامانیوں سے بہرہ اندوز ہونے کے بعد خاموشی کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو جاتے اور کوئی نام سے بھی آگاہ نہ ہوتا۔ بی اماں کی آغوش تربیت میں پل کر ان کے خداداد جو ہر ایک خاص منزل کی

طرف مڑنے اور مارچ نے ان پہ حیات دوام کا تاج رکھ دیا ع

سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی

علی برادران کی سیرت کو کردار، جوش عمل، ولولہ کردار، ایثار و استقلال اور استقامت بلکہ ان کا دینی اور سیاسی نقطہ نگاہ بی اماں کا عطا کیا ہوا تھا۔ بی اماں کی عظمت کا باعث علی برادران نہیں تھے بلکہ ان دونوں کی عظمت کا راز بی اماں مرحومہ کی عظمت میں مضمر تھا۔ محمد علی شوکت علی قوت و طاقت کا ایک بے پناہ انجن تھے۔ جس کی ڈرائیور بی اماں مرحومہ تھیں۔ جب تک وہ زندہ رہیں انجن اپنی پٹڑی پر خوب چلتا رہا۔ بی اماں کا بنایا ہوا مزاج یورپ آکسفورڈ آئی سی ایس بھی نہیں بدل سکا۔ بلقان و طرابلس میں اور پھر جنگ عظیم میں خلافت عثمانیہ کے خلاف برطانوی سیاست کی چیرہ دستی نے علی برادران کو وطن میں آسمان شہرت پر پہنچا دیا تھا۔ حکومت نے ان کو نظر بند کردیا۔ اس وقت بی اماں کے نام سے کوئی واقف نہ تھا۔ ایک واقعہ سے یکایک پورے ملک کی بلند نگاہیں ان کی طرف اٹھ گئیں۔ دوران نظربندی حکومت نے ان دونوں کے سامنے کچھ شرطیں پیش کیں اگر وہ ان پر دستخط کردیں تو ان کو رہا کردیا جائے گا۔ اس دور میں قید کی ہیبت و ندرت ختم ہوگئی اس لئے اس وقت کی نظربندی کا تصور کتنا مہیب اور اذیت ناک تھا۔ آج اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ ان حالات میں بی اماں کو اس شرائط نامے کا پتہ چل گیا۔ بی اماں نے ایک ایمان افروز فقرے کے ساتھ اس کا فیصلہ کردیا "اگر شوکت و محمد نے اس مشروط رہائی کو قبول کرلیا تو میں اپنے کمزور اور بوڑھے ہاتھوں کے ساتھ ان دونوں کا گلا گھونٹ دوں گی۔"

بی اماں کا یہ فقرہ شہرت عام حاصل کرگیا اور پورے ملک و دنیا کو معلوم ہوگیا کہ ملت ہندیہ کی گود میں کیسی عظیم الشان استقامت کی ماں موجود ہے۔

عزیز صاحب لکھتے ہیں کہ میں بی اماں سے ان کی جرات، استقامت و سیاست کی پختگی کے واقعات سن کر غائبانہ واقف تھا مگر جب ان کے بیٹوں کو انگریزوں نے کراچی میں قید کردیا تو بی اماں نے یہ بیان دیا کہ فرنگیوں نے میرے وارث بیٹوں کو قید کردیا ہے اور اسلام پکار رہا ہے۔ اس لئے مجھ معذور و بوڑھی عورت کے لئے بھی اب جائز نہیں کہ گھر کی چار دیواری میں بیٹھی رہوں۔ دونوں بہوؤں کو لے کر نکل کھڑی ہوئیں اور پورے ملک کا دورہ کیا۔ دلوں میں ایک آگ لگا دی۔ عورتوں نے اپنے کپڑے، زیور اور بعض نے اپنے بچے ترکی فنڈ کے لئے پیش کردیئے۔ تین کروڑ کا چندہ کیا۔ عزیز صاحب کو پنجاب کے چند مقامات پر بی اماں کی معیت میں دورہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ بی اماں ایک خادمہ کے ساتھ لاہور تشریف لائیں۔ گرمی کا موسم اس وقت ان کی عمر ۸۰ برس کے لگ بھگ تھی کمر جھک گئی تھی جھک کر ہی چلتی تھیں۔ دن بھر خلافت کی تحریک چلانے کے لئے باتیں کرتیں، تقریریں کرتیں۔ اس بڑھاپے کے باوجود اپنے سب کام اپنے ہاتھ سے کرتیں حتیٰ کہ تہجد کو جب اٹھتیں تو اپنی خادمہ کو نہ جگاتیں خود ہی جھکے جھکے چل کر اپنی سب ضرورتیں پوری کرتیں اور بہت آہستہ سے کام کرتیں کہ کسی کی نیند میں خلل نہ آئے۔ بی اماں دن بھر پبلک کے کاموں میں لگی رہتیں۔ پچھلی شب میں اپنے مالک و مولیٰ کے حضور میں کھڑی ہوجاتیں اور اس سے مانگتیں ع

کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

جون کا مہینہ تھا۔ بی اماں کے ساتھ چودھری افضل حق مفکر احرار، غازی عبدالرحمٰن امرتسری، شیخ دوست محمد، پیرزادہ نصر اللہ خاں عزیز ساتھ تھے۔ یہ سب جوان انتھک کام کرنے والے اچھے مقرر تھے۔ گرمی شدید لائل پور کی خشک اور خاک آلودہ سرزمین میں دورہ کرتے۔ تقریریں کرتے ہوئے تھک کر پست ہوگئے۔ آوازیں بیٹھ گئیں لیکن بی اماں کا فولادی وجود تھا جس نے تھکنے کا نام نہیں لیا جفاکش جواں عمر لیڈر تقریر سے ہچکچانے لگے لیکن بی اماں مسلسل اپنی آواز کی ایک ہی حالت پر تقریریں کرتی رہیں اور تحریک خلافت کا جذبہ پھونکتی رہیں اس دورے میں جواں سال مرد موقع ملتے ہی آرام کرنے اور سستانے کی فکر کرلیتے لیکن بی اماں رات کے مختصر سے آرام کے علاوہ ایک منٹ کو بھی کمر سیدھی نہ کرتیں۔ استقبال، جلسے، جلوس، تقریروں سے فارغ ہونے پر دوران سفر نصیحت آمیز باتیں اور کہانیاں سناتی رہتیں۔

ایک خوشحال گھرانے کی پردہ نشین جوان العمر مومنہ اچانک بیوہ ہوجاتی ہے۔ اب لاوارث ہے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں خوشحالی کا دور ختم ہوگیا۔ ان حالات میں جوانی گزاری جب بیٹوں کو لکھا پڑھا کر کسی قابل بنایا تو وہ جیلوں کی نذر ہوگئے اور اب یہ بیوگی میں جوانی کو گلا کر جھکی کمر کے بڑھاپے کے ساتھ میدان عمل میں کودتی ہے جبکہ تمام عمر گھر سے قدم نہیں نکالا تھا۔ برعظیم کا ایسا دورہ کیا جس میں مسلسل کوئی جوان مرد بھی ساتھ نہ دے سکے۔ مالابار سے آسام تک، بنگال سے فرنٹیئر صوبہ سرحد تک کی خاک چھانی انگریز جیسے فراعنہ سے مرعوب نہیں ہوئیں، ایسے حوصلے اور رعب والی تھیں کہ گاندھی جی جیسا لیڈر مولانا آزاد جیسا عالم بھی ان سے مرعوب ہوتے اور ان کے سامنے ادب و احترام میں بول نہیں پاتے۔ بیٹوں کی پہلی نظربندی جس میں انگریزوں نے لیسیڈون کے پہاڑ پر رکھا تھا بیٹوں کے اصرار و انکار کے باوجود ان کے ساتھ رہیں۔

سید محمد ٹونکی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ تحریک آزادی میں نہ صرف مردوں بلکہ عورتوں نے بھی حصہ لیا۔ بی اماں بھی اس ملت کی ان جیالی بیٹیوں میں سے تھیں جن کے قابل فخر کارناموں نے ملک و ملت کا سر اونچا کردیا۔ بی اماں کے خاندان کا تعلق لال قلعہ سے تھا۔ ۱۸۵۷ء میں ان کی عمر پانچ چھ سال کی تھی۔ شکست و ناکامی کے بعد بہادر شاہ ظفر کو انگریزوں نے گرفتار کرکے رنگون میں نظربند کردیا اس وقت دلی اور اس کے اطراف کے زمین و آسمان بدل گئے۔ بی اماں کا خاندان بھی سنبھل منتقل ہوا۔ امروہہ کے مکان کے تہ خانے کا سامان جلایا گیا۔ برطانوی حکومت کی نظر ان کے خاندان پر تھی۔ ان کے ایک چچا کو مراد آباد میں پھانسی دی گئی تھی (جہاں ۲۱ ہزار کو سڑکوں اور قبرستانوں کے درختوں میں لٹکا کر پھانسی دی گئی) چچا کی عمر اس وقت ستر برس کی تھی مگر ایسے باحوصلہ تھے کہ پھانسی کا پھندا اپنے ہاتھ سے گلے میں ڈالا۔ دوسرے چچا ایسے فرار ہوئے کہ پھر کبھی لوٹ کر نہ آئے۔ ان کے والد نے اپنا نام بدل لیا تھا اور بقیہ زندگی گمنامی میں رامپور گزاری۔ بی اماں اسلامی تہذیب اور ملی شعار سے خوب واقف تھیں۔ اپنے خاندان کے بڑے خواہ امیر ہوں یا غریب ان کی عزت و احترام کرتے ہوئے اپنے چھوٹوں میں ان کی خوبیوں کو سونا فرض سمجھتی تھیں۔

ان کے گھر کا ملازم مجو خاں جنہوں نے ان کو بچپن میں کھلایا تھا اور ۱۸۵۷ء کی پرآشوب وقت میں ساتھ دیا تھا ان کی نصیحتوں اور تربیت کا بی اماں پر بڑا اثر تھا جن کو وہ اپنی اولاد کو ہمیشہ سناتی رہتیں۔

بی اماں کی تربیت اس قدر اثر انداز تھی جب ان کے داماد نے دوسری شادی کرلی تو ان کی بیٹی نے اپنی سوکن کو اپنے پاس گھر لاکر رکھا ایسی دل سوزی محبت و اخلاص کا طرز عمل برتا کہ جب ان کی موت ہوئی تو سب سے زیادہ صدمہ سوکن کی اولاد کو ہوا بی اماں اٹھائیس سال کی عمر میں بیوہ ہوگئی تھیں پانچ بچے اور ایک بچی جن کی پرورش تعلیم و تربیت ایسی کی کہ ان کے دیور کی اولاد مالدار ہوتے ہوئے وہ تعلیم نہ پاسکی جو انہیں ملی۔ بی اماں کی زندگی بہت سادہ اور مصروفیت کی زندگی تھی وہ گھر کے کاموں بچوں کی پرورش پڑوسیوں کی مدد میں لگی رہتیں ۱۹۱۳ء میں جب ان کی عمر ۶۰ برس کی تھی وہ جوان معلوم ہوتی تھیں لیکن علی برادران کے نظربند ہونے کے بعد ۱۹۲۱ء میں وہ اتنی کمزور ہوگئی تھیں کہ دوسروں کے سہارے کے بغیر نہیں چل سکتی تھیں لیکن جب بیٹوں پر وہ دفعات لگ گئیں جن میں پھانسی تک کی سزا تھی تو اس خطرے نے ان کو ایسی توانائی بخشی کہ وہ میدان میں آگئیں۔ وہ یہ سمجھنے لگی تھیں کہ چچا کے ہاتھ سے ڈالا ہوا پھانسی کے پھندے کے سعادت ان کے بیٹوں کو بھی ملنے والی ہے۔ یہ شعر دراصل ان کے دل کی آواز ہے۔

بولی اماں محمد علی کی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

۱۹۲۳ء کو جامعہ ملیہ کے جلسہ تقسیم اسناد جو حکیم اجمل خاں صاحب کی صدارت میں ہوا تھا اس میں پہلی بار بی اماں کو دیکھا ان کی تقریر لمبی چوڑی نہیں تھی لیکن بہت موثر انہوں نے کہا کہ بیٹا میں نے برقعہ اتار دیا ہے۔ اب اس ملک میں کسی کی آبرو باقی نہیں ہے۔ میں نے لال قلعہ سے اپنا جھنڈا اترتے دیکھا تھا۔ میری آرزو ہے کہ فرنگی جھنڈے کو بھی لال قلعہ سے اترتے دیکھوں۔ تمیں تمیں میل بیل گاڑی میں سفر کرکے دیہات میں خلافت کا پیغام پہنچایا۔ میلوں کا سفر کیا۔ بیجاپور جیل میں بیٹوں سے ملنے کے لئے گئیں مولانا

باقی ص ۲۰ پر

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

فتنۂ قادیانیت اور پیامِ اقبالؒ

قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے اور اسلام کے لئے مہلک ترین وباء

پیش لفظ

شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم اپنے بلند پایہ ملی افکار کی بناء پر ہمارے جدید حلقوں کا مرجع عقیدت ہیں' ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر لوگوں نے جس فراخ قلبی سے تحقیق و تفتیش کا معرکہ سر کیا ہے وہ ہمارے ماضی قریب کے کسی لیڈر کے حصہ میں نہیں آیا' لیکن علامہ مرحوم کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو' جو ان کے آخری دور حیات میں گویا ان کی زندگی کا واحد مشن بن گیا تھا۔ مصلحت پسندوں نے اسے اجاگر کرنے سے پہلو تہی کی۔ اس کی وجہ غالباً" یہ ہوگی کہ دیوبند کے ایک مرد قلندر (علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ) کے فیضان صحبت نے فطرت اقبال کے اس پہلو کی مشاطگی کی تھی۔ مولانا کشمیریؒ کے سوز جگر نے اقبال مرحوم کو قادیانیت کے خلاف شعلہ جوالہ بنا دیا تھا۔ چنانچہ علامہ مرحوم جدید تعلیم یافتہ طبقے میں پہلے شخص تھے جن کو "فتنہ قادیانیت" کی سنگینی نے بے چین کر رکھا تھا۔ وہ اس فتنہ کو اسلام کے لئے مہلک اور وحدت ملت کے لئے مہیب خطرہ تصور کرتے تھے۔ ان کی تقریر و تحریر میں "قادیانی ٹولے" کو "غداران اسلام" اور "باغیان محمد" سے یاد کیا جاتا تھا' اس لئے کہ ان کے نزدیک اس فرقہ کے موقف کی ٹھیک ٹھیک تعبیر کے لئے اس سے زیادہ موزوں کوئی لفظ نہیں تھا' نہ ہو سکتا تھا۔ وہ اس فتنہ کے استیصال کو سب سے بڑا ملی فرض سمجھتے تھے۔ اور وہ ایک شفیق اور صاحب بصیرت سرجن کی طرح مضطرب تھے کہ اس "سرا پاک ناسور" کو جسد ملت سے کاٹ پھینکا جائے ورنہ یہ ساری امت کو لے ڈوبے گا۔ افسوس ہے کہ اقبال کے جانشینوں نے اقبال کی "بانگ درا" پر گوش بر آواز ہونے کی ضرورت نہ سمجھی' ورنہ اگر نقاش پاکستان کے انتباہ پر توجہ کی جاتی تو اقبال کے پاکستان کی تاریخ' شہید ملت لیاقت علی خاں کے قتل سے شروع ہو کر مشرقی پاکستان کے قتل تک رونما ہونے والے واقعات سے یقیناً پاک ہوتی۔ ۷ر ستمبر ۷۴ء کا فیصلہ پیام اقبال کا جواب نہیں' بلکہ اس کی بسم اللہ ہے۔ اقبال کا پیغام یہ ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی' سیاسی اور معاشرتی اداروں میں اس باغی گروہ کی شرکت امت مسلمہ کی موت ہے۔ آج صرف پاکستان نہیں بلکہ پورا عالم اسلام (خصوصاً" خطہ عرب اور مشرق وسطیٰ) ان باغیان اسلام کی سازشوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ تل ابیب سے ربوہ کا رابطہ اہل نظر سے مخفی نہیں' اور یہودی فوج میں قادیانی ٹولے کی "خدمات" عالم آشکارا ہو چکی ہیں۔ اس تقریب میں ہم عالم اسلام کی خدمت میں "پیام اقبال" پیشکش کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یا تو ملت اسلامیہ کو عالم اسلام میں پھیلے ہوئے قادیانی گروہ سے جرات مردانہ کے ساتھ نمٹنا ہوگا یا پھر اسے اپنی خودکشی پر دستخط کرنے کے لئے تیار رہنا ہوگا۔ قاضی وقت بڑی عجلت کے ساتھ اپنا آخری فیصلہ لکھنے کے لئے بیتاب ہے۔ اور مستقبل کا ریکارڈ ہمیشہ کے لئے محفوظ کرنے کے لئے مضطرب نظر آتا ہے۔ اب یہ سربراہان اسلام اور قائدین ملت کے تدبر پر منحصر ہے کہ یہ فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے؟

یکم محرم ۹۲ھ محمد یوسف لدھیانوی
خادم مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان (ملتان)

۱۔ اسلام کی بنیاد : اسلام کا سیدھا سادا مذہب دو قضایا پر مبنی ہے۔ خدا ایک ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سلسلہ انبیاء کے آخری نبی ہیں' جو وقتاً" فوقتاً" ہر ملک اور ہر زمانے میں اس غرض سے مبعوث ہوتے تھے کہ بنی نوع انسان کی رہنمائی صحیح طرز زندگی کی طرف کریں۔

(حرف اقبال)

۲۔ ملحد دائرۂ اسلام سے خارج : جن دو قضایا (عقیدوں) پر اسلام کی تعقلی عمارت قائم ہے وہ اس قدر سادہ ہیں کہ ان میں الحاد ناممکن ہے۔ جس سے ملحد دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ (حرف اقبال)

۳۔ ختم نبوت کا تصور : ختم نبوت کے تصور کی تمدنی قدر و قیمت کی توضیح میں نے کسی اور جگہ کر دی ہے۔ اس کے معنی بالکل سلیس ہیں.... محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں جس سے انکار کفر کو مستلزم ہو' جو شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ اسلام سے غداری کرتا ہے۔

قادیانیوں کا اعتقاد ہے کہ تحریک احمدیت کا بانی ایسے الہام کا حامل تھا' یہی وجہ ہے کہ وہ تمام عالم اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں۔ (حرف اقبال)

۴۔ اسلام کی حد فاصل : اسلام لازماً" ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان' انبیاءؑ پر ایمان اور رسول کریمؐ کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے۔ اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں۔ مثلاً برہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعے وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً" جھٹلایا۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔

۵۔ ختم نبوت کے معنی : ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوت کے موجود ہیں' یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے' تو وہ شخص کذاب ہے اور واجب قتل ہے۔ مسیلمہ کذاب کو اسی بنا پر قتل کیا گیا۔ حالانکہ جیسا طبری لکھتا ہے۔ وہ حضور رسالتماب کی نبوت کا مصدق تھا اور اس کی اذان میں حضور رسالتماب کی نبوت کی تصدیق تھی۔

(عکس تحریر علامہ اقبال بنام جناب نذیر نیازی صاحب' مندرجہ انوار اقبال ص ۴۴-۴۵ مرتبہ جناب بشیر احمد صاحب ڈار' شائع کردہ : اقبال اکادمی۔ پاکستان۔ کراچی)

۶۔ قادیانیوں کے دو راستے : میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔

(حرف اقبال ص ۱۳۷)

۷۔ قادیانی علیحدہ امت : میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ منظور نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ

حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا۔ اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لئے کیوں انتظار کر رہی ہے۔ (حرف اقبال ص ۱۳۸)

۸۔ قادیانیت : اسلام کے لئے مہلک : میرے نزدیک "بہائیت" قادیانیت سے زیادہ مخلص ہے کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے۔ لیکن موخر الذکر (قادیانیت) اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے۔ لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔ (حرف اقبال ص ۱۲۳)

۹۔ قادیانیت' یہودیت کا چربہ : اس کا (قادیانی فرقہ) حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں' اس کا (قادیانی فرقہ کا) نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔
(حرف اقبال ص ۱۲۳ مرتبہ لطیف احمد شیروانی)

۱۰۔ قادیانی گستاخ : (جب علامہ مرحوم پر ان کی کسی سابقہ تحریر کا حوالہ دے کر قادیانی اخبار "سن رائز" نے اعتراض کیا کہ پہلے تو علامہ اس تحریک کو اچھا سمجھتے تھے اب خود ہی اس کے خلاف بیان دینے لگے تو اس کے جواب میں علامہ مرحوم نے حسب ذیل بیان دیا)

مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اب سے ربع صدی پیشتر مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج کی امید تھی۔ اس تقریب سے بہت پہلے مولوی چراغ مرحوم نے جو مسلمانوں میں کافی سربر آوردہ تھے اور انگریزی میں اسلام پر بہت سی کتابوں کے مصنف بھی تھے' بانی تحریک (مرزا غلام احمد) کے ساتھ تعاون کیا اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کتاب موسومہ "براہین احمدیہ" میں انہوں نے بیش قیمت مدد بہم پہنچائی۔ لیکن کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہو جاتی۔ اسے اچھی طرح ظاہر ہونے کے لئے برسوں چاہئیں۔ تحریک کے دو گروہوں کے (لاہوری' قادیانی) باہمی نزاعات اس امر پر شاہد ہیں کہ خود ان لوگوں کو جو بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے تھے معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستہ پر پڑ جائے گی۔ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت' بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا۔ اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا (اور یہ قادیانیوں کی روز مرہ عادت ہے۔ ناقل) درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر میرے موجودہ رویہ میں کوئی تناقض ہے' تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے بقول ایمرسن "صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے۔"
(حرف اقبال ۱۳۱۔ ۱۳۲)

۱۱۔ قادیانی حکمت عملی : ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ بانی تحریک (مرزا غلام احمد) نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے ا۔ اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار' اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی) مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلق' نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے۔ یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں' جتنے سکھ ہندوؤں سے۔ کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں اگرچہ وہ ہندو مندروں میں پوجا نہیں کرتے۔ اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور و فکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟
(حرف اقبال ص ۱۳۸۔ ۱۳۷)

۱۲۔ قادیانی مذہبی سٹے باز : ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لیبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتی۔ بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلا دے اور اس کے پیرو حکومت کے محصول ادا کرتے رہیں۔ اسلام کے حق میں اس پالیسی کا مطلب ہمارے شاعر عظیم اکبر نے اچھی طرح بھانپ لیا تھا۔ جب اس نے اپنے مزاحیہ انداز میں کہا۔

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

(حرف اقبال ص ۱۲۵)

۱۳۔ قادیانی غداران اسلام : فتوحات کی متعلقہ عبارتوں کو پڑھنے کے بعد میرا یہ اعتقاد ہے کہ ہسپانیہ کا یہ عظیم الشان صوفی (شیخ محی الدین بن عربی) محمد (ﷺ) کی ختم نبوت پر اسی طرح مستحکم ایمان رکھتا ہے جس طرح کہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان رکھ سکتا ہے۔ اگر شیخ کو اپنے صوفیانہ کشف میں یہ نظر آجاتا کہ ایک روز مشرق میں چند ہندوستانی' شیخ کی صوفیانہ نفسیات کی آڑ میں پیغمبر اسلام کی ختم نبوت کا انکار کر دیں گے تو یقیناً علمائے ہند سے پہلے مسلمانان عالم کو ایسے غداران اسلام سے متنبہ کر دیتے۔
(حرف اقبال)

حاشیہ ا۔ ان لوگوں کو (مسلمانوں کو) ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں تعلق کی حاجت ہے۔
(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی۔ مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان' قادیان ج ۶ نمبر ۸ ص ۳۱۱)

۱۴۔ قادیانی ڈرامہ :۔ ان لوگوں کی قوت ارادی پر ذرا غور کرو جنہیں الہام کی بنیاد پر یہ تلقین کی جاتی ہے کہ اپنے سیاسی ماحول کو اٹل سمجھو' پس میرے خیال میں وہ تمام ایکٹر جنہوں نے احمدیت کے ڈرامہ میں حصہ لیا ہے۔ زوال و انحطاط کے ہاتھوں میں محض سادہ کٹ پتلی بنے ہوئے تھے۔
(حرف اقبال)

۱۵۔ قادیانی ملحدانہ اصطلاحات :۔ اسلامی ایران میں موبدانہ اثر کے ماتحت ملحدانہ تحریکیں اٹھیں اور انہوں نے بروز' حلول' ظل وغیرہ (قادیانی) اصطلاحات وضع کیں تاکہ تناسخ کے اس تصور کو چھپا سکیں۔ ان اصطلاحات کا وضع کرنا اس لئے لازم تھا کہ وہ مسلم کے قلوب کو ناگوار نہ گزریں۔ حتیٰ کہ مسیح موعود کی (قادیانی) اصطلاح بھی اسلامی نہیں بلکہ اجنبی ہے اور اس کا آغاز بھی اسی موبدانہ تصور میں ملتا ہے۔ یہ اصطلاح ہمیں اسلام کے دور اول کی تاریخی اور مذہبی ادب میں نہیں ملتی۔
(حرف اقبال ص ۱۲۳۔ ۱۲۴)

۱۶۔ قادیانیت' اسلامی وحدت کے لئے خطرہ :۔ مسلمان ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہے جو اس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو۔ لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔
(حرف اقبال ص ۱۲۲ مرتبہ لطیف احمد شیروانی)

۱۷۔ قادیانیت کے خلاف شدت احساس :۔ ہندی مسلمانوں نے قادیانی تحریک کے خلاف جس شدت احساس کا ثبوت دیا ہے وہ جدید اجتماعیات کے طالب علم پر بالکل واضح ہے۔ عام مسلمان جسے پچھلے دن سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک صاحب نے ملا زدہ کا خطاب دیا تھا۔ اس تحریک کے مقابلہ میں حفظ نفس کا ثبوت دے رہا ہے۔ اگرچہ اسے ختم نبوت کے عقیدہ کی پوری سمجھ نہیں۔ نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا نے اسے حفظ نفس کے جذبہ سے بھی عاری کر دیا ہے۔ (حرف اقبال ص ۱۲۳)

۱۸۔ قادیانی' تلعب بالدین :۔ حکومت کو موجودہ صورت حالات پر غور کرنا چاہئے اور اس معاملہ میں جو قومی وحدت کے لئے اشد اہم ہے عام مسلمانوں کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہئے۔ اگر کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو

اس کے لئے اس کے سوا چارۂ کار نہیں رہتا کہ وہ معاندانہ قوتوں کے خلاف مدافعت کرے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدافعت کا کیا طریقہ ہے؟ اور وہ طریقہ یہی ہے کہ اصل جماعت جس شخص کو تلعب بالدین کرتے پائے اس کے دعاوی کو تحریر و تقریر کے ذریعہ سے جھٹلایا جائے۔ پھر یہ کیا مناسب ہے کہ اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے حالانکہ اس کی وحدت خطرہ میں ہو اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو۔ اگرچہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو۔ (حرف اقبال ص۱۳۶)

۱۹۔ قادیانی خدمات کا صلہ :- علامہ اقبال قادیانی تحریک کو انگریز کی آلہ کار سمجھتے تھے' اس لئے انہوں نے انگریزی حکومت سے طنزاً فرمایا کہ۔

" اگر کوئی گروہ (یعنی قادیانی) جو اصل جماعت کے نقطہ نظر سے باغی ہے' حکومت کے لئے مفید ہو تو حکومت اس کی "خدمات کا صلہ" دینے کی پوری طرح مجاز ہے' دوسری جماعتوں کو اس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہو سکتی' لیکن یہ توقع رکھنی بے کار ہے کہ خود (مسلمانوں کی) جماعت ایسی قوتوں کو نظر انداز کر دے جو اس کے اجتماعی وجود کے لئے خطرہ ہیں۔ (حرف اقبال ص۱۳۶)

۲۰۔ قادیانی پالیسی :- میں نے (سابقہ بیان میں) اس امر کی وضاحت کر دی تھی کہ مذہب میں عدم مداخلت کی پالیسی ہی ایک ایسا طریقہ ہے جسے ہندوستان کی موجودہ حکمران قوم اختیار کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی پالیسی ممکن ہی نہیں البتہ مجھے یہ احساس ضرور ہے کہ یہ پالیسی مذہبی جماعتوں کے فوائد کے خلاف ہے۔ اگرچہ اس سے بچنے کی راہ کوئی نہیں جنہیں خطرہ محسوس ہو۔ انہیں خود اپنی حفاظت کرنی پڑے گی۔ میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کر لے۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا۔

(حرف اقبال ص۱۲۸۔۱۲۹)

۲۱۔ اسلام اور ملک دونوں کے غدار :- میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمدی' اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں (اس وقت ہندوستان انگریزی سامراج کے زیر تسلط تھا اور قادیانی انگریزی سلطنت کی بقاو استحکام کے لئے سرتوڑ کوشش کر رہے تھے۔ ناقل)

(پنڈت نہرو کے جواب میں۔ بحوالہ "کچھ پرانے خطوط ص ۲۹۳ ج۱)

مرتبہ جواہرلال نہرو۔ مطبوعہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی انڈیا

مترجمہ عبدالمجید الحریری ایم اے' ایل ایل بی)

۲۲۔ قادیانیت کا وظیفہ :- مسلمانوں کے مذہبی تفکر کی تاریخ میں احمدیت کا وظیفہ ہندوستان کی موجودہ سیاسی غلامی کی تائید میں الہامی بنیاد فراہم کرنا ہے۔ (حرف اقبال)

۲۳۔ قادیانی تفریق :- قادیانیوں کی تفریق کی پالیسی کے پیش نظر' جو انہوں نے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں ایک نئی نبوت کا اعلان کر کے اختیار کی ہے' خود حکومت کا فرض ہے کہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے بنیادی اختلافات کا لحاظ رکھتے ہوئے آئینی قدم اٹھائے۔

(حرف اقبال ص۔۔۔۔)

۲۴۔ قادیانی مقصد :- قادیانی جماعت کا مقصد پیغمبر عرب کی امت سے ہندوستانی پیغمبر کی امت تیار کرنا ہے۔ (حرف اقبال)

۲۵۔ قادیانی جرم :- قرآن کریم کے بعد نبوت و وحی کا دعویٰ تمام انبیاء کرام کی توہین ہے۔ یہ ایک ایسا جرم ہے جس کو کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔ ختمیت کی دیوار میں سوراخ کرنا دینیات کے تمام نظام کو درہم برہم کر دینے کے مترادف ہے' قادیانی فرقہ کا وجود عالم اسلامی' عقائد اسلام' شرافت انبیاء' خاتمیت محمد ﷺ اور کاملیت قرآن کے لئے قطعاً" مضر و منافی ہے۔

(فیضان اقبال ص۲۳۵)

●●

بقیہ۔ خوش قسمت بی اماں

شوکت علی سے ملنے کی اجازت نہیں ملی تو مولانا محمد علی نے والدہ کو لکھا کہ میری جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہے یا آپ کے قدموں میں لیکن مجھے یہ منظور ہے کہ آپ کے دیکھے بغیر دنیا سے چلا جاؤں مگر یہ ہرگز قبول نہیں کہ آپ کے دیدار سے شرف اندوز ہوں اور شوکت کی آنکھیں ترسیں وہ ہر حالت میں مجھ سے کہیں زیادہ آپ کی محبت و انعام کے مستحق ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

بخدمت عالیجناب مکرم .... زید مجدکم

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ مزاج گرامی

○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمومی نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۹۴ء بروز جمعہ مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ) میں فیصلہ کیا کہ آئندہ ۱۵ روزہ سالانہ "رد قادیانیت کورس" مدرسہ و دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ) ضلع جھنگ میں رکھا جائے گا۔

○ سالانہ "رد قادیانیت کورس" ہر سال ۱۵ر شعبان سے ۳۰ر شعبان تک منعقد ہوتا ہے۔ آج تک ہزارہا علماء' طلباء' جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے رفقاء نے اس سے اکتساب فیض کیا ہے۔

○ اس سال انہی تاریخوں میں یہ کورس صدیق آباد (ربوہ) میں ہوگا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاریخ میں پہلی بار یہ کورس صدیق آباد میں ہوگا۔ اس کورس میں ملک عزیز کے نامور علماء' مناظرین اور اسکالر حضرات لیکچر دیں گے۔ کورس میں شریک ہونے والے حضرات کے لئے ضروری ہے کہ وہ فارغ التحصیل عالم دین' دینی مدارس کے منتہی طلباء' اسکولوں و کالجوں کے اسٹوڈنٹس یا کسی بھی محکمہ کے ملازم یا جدید تعلیم یافتہ ہوں۔

○ کورس میں شریک ہونے والوں کو رہائش و خوراک کے علاوہ عالمی مجلس کی منتخب کتب کا سیٹ اور ڈیڑھ صد روپیہ وظیفہ دیا جائے گا۔

○ آنجناب سے درخواست ہے کہ اس امر کے لئے خصوصیت سے اپنے حلقہ اثر میں تحریک کریں' رفقاء کو تیار کریں اور ان کی سادہ کاغذ پر درخواستیں (جس میں جملہ کوائف درج ہوں) ملتان دفتر مرکزیہ کے ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔

○ اس کام کے لئے خصوصی محنت اور بھرپور تحریکی انداز میں کاوش کرنے کی ضرورت ہے۔ اسے آپ تمام کاموں پر ترجیح دیں۔ انشاء اللہ العزیز اس میں شریک ہونے والے رفقاء جہاں خود کو دلائل و براہین سے مسلح کریں گے' وہاں وہ اپنے اپنے حلقہ میں ختم نبوت کے بہترین ورکر و مجاہد بھی ثابت ہوں گے۔

○ اس لئے آنجناب سے مکرر درخواست ہے کہ بھرپور محنت کر کے درخواستیں بھجوائیں۔ حق تعالیٰ شانہ ہم سب کو اپنی مرضیات پر عمل کرنے کی توفیق سے سرفراز فرمائیں (آمین)۔

والسلام آپ کا مخلص

عزیز الرحمٰن جالندھری' مرکزی ناظم اعلیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (ملتان' پاکستان)

درخواستیں بھجوانے کا پتہ

مرکزی ناظم اعلیٰ' دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ' ملتان۔ فون نمبر ۴۰۹۷۸۔

صدیق آباد فون نمبر ۹۲۱۔

رپورٹ۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی‘ لاہور

آل پاکستان تیرہویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد (ربوہ)

پوری کائنات میں جہاں کہیں بھی الوہیت خداوندی کا نام ہے ختم نبوت کا پھریرا لہرایا جائے گا

○۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ کاش مجھے ربوہ میں ایک مرلہ زمین مل جائے۔ جس پر کھڑے ہو کر میں قادیانیوں کو خدا کا فرمان اور نبیؐ کا فرمان سنا سکوں۔ آپ یہ حسرت دل میں لئے ہوئے خدا کو پیارے ہوگئے۔ آپ کی آرزو اگرچہ آپ کی زندگی میں پوری نہ ہو سکی۔ لیکن آپ کے نائب اور آپ کی جماعت کے پانچویں امیر شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے دور امارت میں ۱۹۷۴ء کی تاریخ ساز تحریک کے بعد ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا گیا اور ربوہ کی سرزمین پر سرکاری دفاتر (عدالتیں‘ ڈاک خانہ‘ تھانہ وغیرہ) بننا شروع ہوئے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مولانا خدا بخش شجاع آبادی کی ڈیوٹی لگائی۔ موصوف ایک عرصہ تک ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کی عدالت کے تھڑے پر اذان دیتے اور نماز پڑھاتے رہے۔ تاآنکہ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ایک نیک دل اسٹیشن ماسٹر آئے اور انہوں نے اسٹیشن سے ملحق ریلوے کی زمین پر مسجد بنانے کی اجازت دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسٹیشن کے پلیٹ فارم سے ملحق "جامع مسجد محمدیہ" مجلس نے تعمیر کی اور یوں نمازوں اور جمعات و عیدین کے لئے جامع مسجد میسر آگئی۔

○۔ حضرت امیر شریعتؒ اور آپ کے رفقاء کی آہوں اور سسکیوں کو پروردگار عالم نے شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا‘ چناب کے کنارے پر محکمہ ہاؤسنگ نے "مسلم کالونی" کے نام سے ایک ہاؤسنگ اسکیم شروع کی۔ جس میں نو کنال پر مشتمل ایک قطعہ اراضی مسجد کے لئے مختص کیا گیا۔ مجلس کی درخواست پر یہ قطعہ اراضی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام الاٹ کردیا گیا۔ ابتداءً چار دیواری اور چھوٹی سی مسجد عارضی بنائی گئی اور دو کمروں پر مشتمل ایک مکان تعمیر کیا گیا۔ فاتح قادیان استاذ المناظرین حضرت مولانا محمد حیاتؒ جو چودہ سال تک قادیان میں رہ کر مرزائیت کا مقابلہ کرتے رہے‘ ان کی پرزور فرمائش پر انہیں "مرکز ختم نبوت مسلم کالونی" کا انچارج مقرر کیا گیا۔ جبکہ تعمیرات و انتظام کی ذمہ داری شیخ منظور احمد چنیوٹیؒ کے سپرد ہوئی اور کچھ عرصہ تک اس چھوٹی سی مسجد اور دو کمروں پر مشتمل مکان نما مدرسہ میں درس و تدریس اور دفتر ختم نبوت کا سلسلہ چلتا رہا۔

○۔ مرزائی قادیان میں تھے تو امیر شریعتؒ اور آپ کے رفقاء مولانا محمد حیاتؒ‘ مولانا عنایت اللہ چشتیؒ‘ ماسٹر تاج الدین انصاریؒ‘ چوہدری افضل حقؒ قادیان میں ان کا مقابلہ کرتے رہے۔ تاآنکہ ۱۹۴۷ء میں مملکت خداداد پاکستان نقشہ عالم پر نمودار ہوئی۔ مرزائی جماعت کا لیڈر مرزا بشیر الدین محمود برقعہ اوڑھ کر قادیان سے لاہور آیا اور انگریز گورنر "موڈی" سے ٹکہ مرلہ کے بدلے چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے کنارے ہزاروں ایکڑ زمین نوے سالہ لیز پر لے کر "دجل و تلبیس" اور ارتداد و کفر کا ایک نیا مرکز بنایا جو خالصتاً قادیانی آبادی پر مشتمل تھا۔

○... قادیانیوں نے اپنے اس نئے مرکز کو حرم کا درجہ دے کر "سالانہ جلسہ" کے عنوان پر "ظلی حج" شروع کیا۔ قادیانی اپنے ظلی حج پر ہزاروں مسلمانوں کو گھیر گھار کر لاتے اور ان کے ذہنوں میں قادیانیت کے زہریلے جراثیم گھولے جاتے۔ ملک بھر سے خطوط آنے لگے کہ مرزائیت مسلمانوں کو گمراہ کررہی ہے۔ تو شاہ جیؒ نے اپنے مکان واقع ملتان میں احرار رہنماؤں کا اجلاس طلب کیا اور سیاسیات سے کنارہ کشی کا اعلان کردیا اور "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے نام سے ایک غیر سیاسی تنظیم تشکیل دی‘ جس کے پہلے امیر شاہ جیؒ خود منتخب ہوئے تو "مجلس تحفظ ختم نبوت" نے ربوہ سے ملحق چنیوٹ میں قادیانیوں کے "ظلی حج" کے مقابلہ میں "سالانہ ختم نبوت کانفرنس" کا اعلان کردیا۔ چنیوٹ کے جماعتی رفقاء کی شبانہ روز محنتوں سے مسلمان قادیانی بننے سے محفوظ ہوگئے اور انہیں اپنی کانفرنس مل گئی اور یہ سلسلہ چلتا رہا تاآنکہ ۱۹۷۴ء میں ربوہ کھلا شہر قرار دیا گیا اور ربوہ میں مجلس نے اپنے مراکز قائم کئے تو چنیوٹ کانفرنس میں مقررین و عوام کے پرزور مطالبہ پر ۱۹۸۱ء میں ربوہ کی سنگینی کو توڑتے ہوئے پہلی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اعلان کردیا گیا۔ جس میں ملک بھر سے مسلمان بڑے جوش و جذبہ اور ولولہ سے قافلوں کی صورت میں کانفرنس میں شریک ہوئے۔ کانفرنس میں تمام مکاتب فکر کے مرکزی راہنماؤں نے شرکت کرکے مسلمانان پاکستان کو نیا ولولہ دیا۔ آج کی کانفرنس ۱۹۸۱ء کی کانفرنس کا تسلسل اور تیرھویں کڑی ہے جو ۱۳-۱۴ اکتوبر کو منعقد ہوئی۔

○۔ ۱۳ر اکتوبر بروز جمعرات صبح ساڑھے دس بجے قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی افتتاحی دعا سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔ قبل ازیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے صبح کی نماز کے بعد حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ درس قرآن پاک دیا۔ مولانا جالندھری نے فرمایا کہ حیات و نزول عیسیٰ کا عقیدہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ جو تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اور آسمان پر موجود ہیں قیامت کے قریب تشریف لائیں گے۔ سرور کائنات ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کا وقت‘ کیفیت‘ لباس‘ مقام نزول‘ نزول کے بعد حالات و واقعات‘ قتل دجال‘ وفات‘ جنازہ‘ مقام دفن تک وضاحت سے بیان فرمائے لہٰذا حیات و نزول کا انکار اجماع امت و تواتر کا انکار اور کفر ہے۔

○... مولانا محمد اکرم طوفانی نے مختلف تعلیمی اداروں سے آئے ہوئے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پیپلزپارٹی والے بے نظیر کی گستاخی برداشت نہیں کرتے لیگی مسٹر جناح اور نواز شریف کی اہانت برداشت نہیں کرسکتے تو مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم حضور ﷺ کی شان اقدس میں ذرہ برابر گستاخی برداشت نہیں کرسکتے۔ اگر کسی نے ایسی جرات کی تو پوری قوت سے مزاحمت کی جائے گی۔

○... مولانا غلام حسین جھنگوی نے طلباء کرام سے اپیل کی کہ وہ شادی‘ غمی سمیت تمام تقریبات میں قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کریں تاکہ قادیانیوں کو اپنے غلط عقائد کا احساس ہو۔

○۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ قادیانیت مذہب نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ سے بغاوت کا نام ہے۔ قادیانی حضور ﷺ کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کو نبی‘ حضور کے اہلبیت کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کے خاندان کو اہلبیت‘ آپؐ کے صحابہ کے مقابلہ میں مرزا کے ساتھیوں کو صحابی‘ آپؐ کے خلفاء راشدین کے مقابلہ میں مرزا کے

گدی نشینوں کو امیر المومنین' خلیفۃ المسلمین' مسجد اقصیٰ کے مقابلہ اقصیٰ مرزا زادہ' مکہ مکرمہ کے مقابلہ میں قادیان مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مقابلہ میں ربوہ غرضیکہ تمام اسلامی شعائر کا ناجائز استعمال مسلمانوں کے نزدیک ناقابل برداشت ہے۔

○۔۔ مولانا اللہ وسایا نے تفصیل کے ساتھ مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیوں کا پوسٹ مارٹم کیا۔

○۔ مولانا محمد شریف ہاشمی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔

○۔۔ مولانا سید ممتاز الحسن گیلانی نے اپنے مخصوص انداز میں مجمع سے خوب داد حاصل کی۔

○۔۔ طالب علم راہنما بشیر انجم نے کہا کہ "قادیانی" مسلم طلباء میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کے لئے سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ ہم ان کی سازشوں کو ناکام بناتے رہیں گے۔

○۔۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا ضیاء الدین آزاد نے سرانجام دیئے۔

دوسری نشست

○۔۔ دوسری نشست ظہر کی نماز کے بعد شروع ہوئی جس کا آغاز جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ) کے استاذ قاری عبدالواحد کی تلاوت سے ہوا۔ تلاوت کے بعد مولانا محمد شریف ہاشمی نے پنجابی زبان میں "سیرت المهدی" کی روایت مرزا غلام قادیانی اور بھنو کا مکالمہ اور دیاتے کا واقعہ بیان کر کے خوب داد حاصل کی۔

○۔ مولانا امام خدرین قریشی مظفر گڑھی نے اپنے مخصوص انداز میں خطبہ اور تلاوت سے مجمع کو تڑپا دیا اور خطیب قرآن مولانا قاری عبدالکریم ذیروی کی یاد تازہ کردی۔

○۔ پنو عاقل سندھ سے مولانا محمد عبداللہ نے سندھی نما اردو میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی گناہوں سے معصوم ہوتا ہے جو گناہ کرے' شراب پیئے' زنا کرے' جھوٹ بولے' فراڈ کرے وہ نبی نہیں ہوتا۔

○۔۔ مولانا محمد طارق نے مولانا حکیم عبدالرحمن آزاد کی نیابت کے فرائض سرانجام دیئے۔

○۔۔ انجمن خدام الدین کے امیر مولانا محمد اجمل قادری نے "علماء اور سیاست" کے عنوان پر برصغیر میں علماء کے سیاسی کردار پر روشنی ڈالی اور کہا کہ قادیانیت کے کفر کا فیصلہ پاکستان کے علماء کرام اور دینی سیاست دانوں کی جدوجہد کا مرہون منت ہے۔ سیکولر عناصر کی سازش ہے کہ دینی کارکن کو مولانا فضل الرحمن' مولانا سمیع الحق' مولانا اعظم طارق کی قیادت سے بدظن کیا جائے۔ قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے موجودہ وزیر داخلہ جنرل نصیر اللہ بابر' سابقہ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین کا شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کے سلسلہ میں ایک ہی بیان ہے۔ پی پی اور مسلم لیگ دونوں کھوٹے سکے کے دو رخ ہیں لہٰذا آپ حضرات سے کہوں گا کہ آپ لوگ ان کی وجہ سے اپنے بزرگوں سے کنارہ کشی نہ کریں۔

○۔ مجلس تحفظ حقوق اہلسنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالمجید ندیم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع نقطہ آغاز ہے اور انتہا کائنات کا ذرہ ذرہ ہے۔ یہاں آنے کا ایک مقصد یہ ہے کہ سابقہ کارکردگی کا جائزہ لیں اور آئندہ فرائض منصبی کے متعلق سوچیں۔ گویا یہ مجلس مشاورت ہے۔ ایک یہ جام آج ہوا ہے اور ایک ۱۹۷۴ء میں ہوا تھا وہ ایشیا کی تاریخ نہیں بھولے گی ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کائنات کا یہ جام ہوا ہو۔ مائیں بعد میں آئیں اور بچے پہلے پٹڑی پر لیٹے ہوئے۔ ناموس رسالت کے معاملہ میں خالق کائنات سب سے زیادہ حساس ہے۔ یہ ہمارا مسلسل عمل ہے جو ہم سال کے بعد مل بیٹھتے ہیں۔ یہ اجتماع تجدید عہد کا اجتماع ہے اور اس میں بیٹھے حضرات آتے ہیں ملک بھر سے بکھرے ہوئے ہوتے ہیں بارس نریڈنگ کی جنس نہیں ہوتے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان کر رہا ہے۔ اس کائنات کی تکمیل اللہ کی الوہیت اور حضور ﷺ کی ختم نبوت پر ہوتی ہے۔

○۔ بھٹو نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور محترمہ و مکرم مسلم لیگ نے پاکستان کو ظفر اللہ خان وزیر خارجہ اور ایم ایم احمد کو اقتصادیات پر قابض کر دیا۔ شاید بھٹو کی بخشش کے لئے مسئلہ ختم نبوت ذریعہ بن جائے۔ پاکستان اس لئے بنایا گیا کہ ناموس رسالت کا تحفظ مضبوط ہو گا۔ میاں نواز شریف یہ تحریر لکھ کر دیں کہ برسر اقتدار آکر پاکستان کے کسی کلیدی عہدہ پر کسی قادیانی کو نہیں رکھا جائے گا اور اصحاب و اہلبیت رسول ﷺ کی عزت پر حرف نہیں آئے گا تو میں حمایت کروں گا۔

○۔۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک دراصل پاکستان کی حفاظت کی تحریک ہے۔ ہم سوئے ہوئے ہیں۔ مجلس صدیق آباد سے بر منگھم اور امریکہ' جرمنی تک جہاں کہیں کائنات میں الوہیت خداوندی کا نام ہے ختم نبوت کا پھریرا لہرایا جائے گا۔

○۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے مبلغ مولانا محمد اسماعیل عاصم نے کہا کہ اگر قادیانیوں نے مسجد کی طرز پر کوئی عبادت گاہ بنائی تو اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو قادیانی کمپلیکس راولپنڈی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ یعنی اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ حافظ احمد بخش رحیم یار خانی نے کہا کہ انسانی حقوق کے نام سے سرگرم تنظیمیں مرزائیوں کی ایجنٹ ہیں بیرون دنیا سے کروڑوں روپے کا فنڈ ہضم کر رہی ہے۔ ان کے حسابات چیک کئے جائیں۔

تیسری نشست

○۔۔ عشاء کی نماز کے بعد تیسری نشست کی صدارت مولانا عبداللہ بھکروی نے کی۔ اس کا آغاز مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کے خطاب سے ہوا۔ آپ نے فرمایا زندگی کے تین دور ابتدائی' درمیانی اور آخری۔ لوگوں کی اقسام' دولت مند۔ ۲۔ غریب لذت مال سے نا آشنا۔ ۳۔ جن کا ابتدائی زمانہ فقر و فاقہ میں گزرا آخری زمانہ میں کشائش فراوانی گی۔ ۴۔ ابتدائی زمانہ بہت اچھا گزرا لیکن آخری عمر پریشانی میں گزری۔ تیسری قسم کی دعا کرنی چاہئے۔

○۔ تلاوت قاری عطاء الرحمن گوجرانوالہ نے کی۔

○۔ مجلس علماء اہلسنت پاکستان کے مرکزی ناظم مولانا عبدالکریم ندیم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں چند ایک کمالات نبوی کا تذکرہ کروں گا۔

۱۔ سب بن مانگے آئے آپ کو مانگا گیا۔

۲۔ ہر نبی پہلے آیا چاہے بعد میں ہوئے۔ آپ سب سے آخر میں آئے لیکن تذکرے سب سے پہلے ہوئے بلکہ تاقیامت تذکرے ہوں گے۔

۳۔ ہر نبی کا نام لے کر خطاب کیا گیا۔ لیکن آپ کے اوصاف یاایها المزمل' یاایها المدثر' یسین' پورے قرآن میں آپ کا نام نامی چار مقامات پر لایا گیا۔ وما محمد الا رسول قد خلت الخ۔ ما کان محمد ابا احد الخ۔ دونوں مقامات پر ختم نبوت کا بیان ہے۔

۳۔ نزل علیٰ محمد حقانیت قرآن کا بیان ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معه الخ اصحاب رسول کی عظمت کا بیان ہے۔ موصوف نے اپنی جماعت کی طرف سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

○۔۔ مولانا ضیاء الدین آزاد ماسوانگا بجن نے کہا یہ کانفرنس ساٹھ سالہ جدوجہد کا تسلسل ہے۔ انشاء اللہ العزیز قادیانیت کے خاتمہ تک یہ جدوجہد جاری رہے گی۔

○۔۔ شیخ الحدیث مولانا محمد مراد خطیب جامع مسجد منزل گاہ نے فرمایا مسئلہ ختم نبوت قرآنی آیات' احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ ارتداد کی شرعی سزا سزائے قتل ہے۔ نئے ہونے والے قادیانی مرتد ہیں اور جدی پشتی قادیانی بھی مرتد کے زمرے میں آتے ہیں کیونکہ جب وہ کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو مسلمان بن جاتے ہیں اور جب مرزا قادیانی کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں تو مرتد ہو جاتے ہیں۔ زندیق اسے کہتے ہیں کہ جو قرآن و سنت کے کسی ایسے قطعی مسئلہ کی تاویل کرے جس سے اس کی روح نکل جائے۔ زندیق کی سزا سزائے موت ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں۔ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا پہلا قدم ہے۔ آخری منزل نہیں۔ دوسرا قدم یہ ہے کہ یہ مرتد ہیں اور مرتد کی سزا سزائے موت کے علاوہ کوئی نہیں۔ لہٰذا قادیانی واجب قتل ہیں۔ رہا یہ سوال کہ اتنے ساروں کو کیسے قتل کیا جائے گا۔ جواب یہ ہے کہ جس دن قانون نافذ ہو گا اس دن یا تو سارے مسلمان ہو جائیں گے۔ یا ملک چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ یہ پاکستان میں ناسور ہیں۔ جب تک اسے امت مسلمہ کے جسد اطہر سے الگ نہیں کیا جائے گا۔ چھوٹے چھوٹے مسئلے سر اٹھاتے رہیں گے۔

○۔۔ متحدہ جمعیت اہلحدیث کے جنرل سیکرٹری مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت

کے محاذ پر تمام مکاتب کی خدمات لائق تحسین ہیں۔ ختم نبوت کے محاذ پر مولانا محمد حسین بٹالوی' مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی' مولانا داؤد غزنوی' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری' مولانا احمد علی لاہوری' پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی خدمات قابل صد افتخار ہیں۔ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے قابل صد احترام امیر شیخ المشائخ مولانا خان محمد صاحب کو اہلحدیث علماء کی طرف سے مکمل تعاون کی یقین دہانی کراتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ٹولہ کو فوج میں کمیشن نہیں لینے دیں گے۔

○۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم سندھ کے مبلغ مولانا حفیظ الرحمن رحمانی نے کہا کہ مرزائی مرتد ہیں اور مرتد واجب قتل ہوتا ہے لہٰذا ان کے قتل کا فیصلہ کرنا پڑے گا۔

○... مولانا محمد جمیل احمل قادری نے کہا کہ میرے ہاتھ پر ۲۴۰ قادیانی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتب میں کئی ایک جھوٹے دعوے کئے کبھی آدم کبھی نوح' کبھی شیث' کبھی ابراہیم' کبھی موسیٰ' کبھی عیسیٰ اور کبھی یہ کہتا ہے کہ نہیں محمد ﷺ کا مظہر اتم ہوں۔ نعوذ باللہ۔ یہ دعاوی گستاخی رسولؐ کے زمرے میں آتے ہیں۔ لہٰذا ایسے لٹریچر پر پابندی عائد کی جائے۔

○۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے امیر مولانا احمد میاں حمادی نے اپنے مخصوص خطبے میں جب مرزائی قادیانی پر ذلت' رسوائی کا دعائیہ کلمہ کہا تو مجمع پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ مولانا حمادی نے اپنے خطاب میں مرزائیوں کی جارحانہ سرگرمیوں' دجل و تلبیس' ارتداد و زندیقیت پر تفصیلی روشنی ڈالی اور فرمایا کہ علماء کرام نے مرزائیت کے کفر کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان قادیانی ہوتا ہے تو اس کی بدقسمتی یا مرزائیوں کے روایتی نوکری اور چھوکری والے ہتھکنڈے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نہ کہ دلائل کی روشنی میں۔ انہوں نے تمام سامعین سے اپیل کی کہ وہ کانفرنس سے فراغت کے بعد پورے ملک میں پھیل جائیں اور قادیانیوں کو اسلام کی دعوت تبلیغ سے مسلمان کریں۔

○۔ مجلس علماء اہلسنت پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالغفور حقانی نے اپنی مترنم آواز میں قرآن پاک کی آیات کی تلاوت کی تو مجمع پر سحر طاری ہو گیا۔ مولانا نے کہا کہ قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں پر فائز کرنا نظریہ پاکستان کے منافی ہے۔ حکمران اگر پاکستان کی حفاظت چاہتے ہیں تو قادیانیوں کو "اہم پوسٹوں" سے الگ کریں تاکہ ملک و ملت کے خلاف جاسوسی نہ ہو سکے۔

○... سپاہ صحابہؓ پاکستان کے نائب سرپرست مولانا محمد اعظم طارق ایم این اے رات کے ایک بجے مائیک پر تشریف لائے اور آیت تکمیل دین کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ ہم در رسولؐ پر پہرے دینے والے نوکر ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ ختم نبوت کا مسئلہ اسلام کی اساس و بنیاد ہے۔ یہ عقیدہ ہے تو اسلام ہے' اگر یہ عقیدہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ نماز نماز نہیں کہلا سکتی' روزہ روزہ نہیں بن سکتا۔ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو شوق میں ایک عورت سجاح نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ ایک لاکھ دیوانے اکٹھے ہو گئے تو مسیلمہ کذاب نے مذاکرات کی دعوت دی زبردست معطر خیمہ تیار کرایا۔ تین دن کے بعد خیمہ سے برآمد ہوئے حواریوں نے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا نکاح ہو گیا۔ اس کا مہر کیا ہے تو مسیلمہ نے کہا دو نمازیں معاف! دین کی تکمیل ہو گئی اب جو شریعت آچکی ہے تو اس میں کمی' بیشی اور اضافہ ممکن نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی نے کئی ایک دعاوی کئے مجدد' مہدی' مسیح موعود' ظلی' بروزی' غیر تشریعی' شرعی نبی' کرم خاکی پتہ نہیں کیا کیا دعاوی کئے۔ انہوں نے کہا کہ مرزائیوں سے گفتگو کرنی ہو تو ان سے "محمدی بیگم" والی پیشگوئی پر گفتگو شروع کرو انشاء اللہ العزیز مرزائی دوڑ جائیں گے۔ انگریز نے مرزا قادیانی کو حضور کے مقابلہ میں لانے کی کوشش کی۔ امت مسلمہ نے سو سال تک جدوجہد کر کے مرزائیت کو "ریورس گیئر" لگا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جسے ختم نبوت سے پیار نہیں اسے صحابہؓ سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں سے کہا کہ وہ پہلے ختم نبوت کے کارکن بنیں یعنی ناموس صحابہؓ کے تحفظ کے ساتھ ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ نیز انہوں نے قادیانیوں کو متنبہ کیا کہ اگر انہوں نے ملک و ملت کے خلاف سازشیں نہ چھوڑیں تو انہیں چیونٹی کی طرح مسل دیا جائے گا۔ موصوف کا خطاب دو بجے رات تک جاری رہا۔

○۔ ۳ اکتوبر' صبح کی نماز کے بعد علامہ مولانا ڈاکٹر خالد محمود نے درس قرآن پاک دیا۔ ۹ بجے مجلس عمومی کا اجلاس ہوا جس میں آئندہ تین سالوں کے لئے مجلس کا مرکزی انتخاب ہوا۔

چوتھی نشست

چوتھی نشست کی صدارت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد بہلوی نے کی۔ مہمان خصوصی حافظ نذیر احمد گوجرانوالہ تھے۔ چوتھی نشست ۱۱ بجے صبح شروع ہوئی جس میں مولانا عبدالرحمن ہزاروی' حافظ عبدالرؤف سرگودھا' مولانا سیف الرحمن فیصل آباد' مولانا عبدالرحیم شکر گڑھ' قاری سعید احمد خوشاب' مولانا ضیاء الدین ژوب بلوچستان' حاجی اللہ دتہ مجاہد قصور نے خطاب کیا۔

○۔ جمعیت علماء اسلام کے ممتاز راہنما مولانا محمد عبداللہ بھکروی نے کہا کہ اس مبارک اجتماع میں شرکت ہماری سعادت ہے۔ مسئلہ ختم نبوت کے لئے جتنا کسی کو کام کرنے کا موقع ملتا ہے اتنا ہی باعث سعادت ہے۔

○۔ مسئلہ ختم نبوت سے متعلق کسی قسم کی مداہنت برداشت نہیں کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ "امتناع قادیانیت آرڈیننس" آٹھویں ترمیم کا حصہ ہے۔ اگر حکومت نے آٹھویں ترمیم کو ختم کرنے کی حمایت کی تو اسے زبردست تحریک کا سامنا کرنا پڑے گا۔

○... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا خدا بخش نے کہا کہ ہر چیز برداشت کی جا سکتی ہے۔ لیکن گستاخان رسولؐ کو کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت ناموس رسالت کے تحفظ کا دو ٹوک اعلان کرے۔

○۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ قادیانیت کا کفر روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے اور قادیانیت پوری دنیا میں گالی بن کر رہ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو قادیانی اور مرزائی کہنے کے لئے تیار نہیں۔

آخری نشست

آخری نشست بعد نماز جمعہ شروع ہوئی جس کی صدارت حضرت الامیر دامت برکاتہم نے فرمائی۔ تلاوت کلام پاک جناب حافظ محمد یوسف عثمانی گوجرانوالہ نے کی۔ جبکہ نعت صوفی احمد بخش چشتی نے پیش کیا۔

○... مولانا احمد میاں حمادی کے فرزند ارجمند طاہر مکی نے کہا کہ مٹھی ٹنڈو آدم میں قادیانیوں نے کئی ایک مسلمانوں کو قادیانی بنا لیا تھا۔ مجلس کے مبلغین کی مساعی جمیلہ سے وہاں قادیانیت کو بریک لگ چکی ہے۔

○... حرکۃ الانصار پاکستان کے مرکزی ناظم مولانا اللہ وسایا قاسم نے کہا کہ میں حرکۃ الانصار کے مرکزی امیر مولانا سعادت اللہ خان' مولانا فضل الرحمن خلیل کی نمائندگی کرتے ہوئے مجلس کو بھرپور تعاون کی یقین دہانی کراتا ہوں۔ نیز انہوں نے کہا کہ قادیانیت کو مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد نکالنے کے لئے انگریز نے پیدا کیا۔ امریکہ مجاہدین کو دہشت گرد کہتا ہے اگر مظلوموں کی امداد دہشت گردی ہے تو ہم سب سے بڑے دہشت گرد ہیں۔ کشمیر کے محاذ پر ۵۵ ہزار مجاہدین شہید ہو چکے ہیں ۶۰ ہزار پابند سلاسل ہیں۔ حرکۃ الانصار کشمیر میں علماء حق کی عسکری قوت ہے۔

○... انہوں نے نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ میدان جہاد میں نکل کر جنت کے سب سے قریب ترین سفر کو طے کر کے جنت کے وارث بنیں۔

○۔ صوبہ سندھ کے معروف خوش الحان خطیب مولانا عبدالحمید نے کانفرنس کے آخری اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قرآن و حدیث سے دلائل و براہین سے بھرپور خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے ارتداد کی شرعی سزا فی الفور نافذ کی جائے۔ بصورت دیگر مسلمانان پاکستان غازی علم دین شہیدؒ کی سنت پر عملدرآمد کرتے ہوئے گستاخان رسالت کو جہنم رسید کرنے پر مجبور ہوں گے اور اس کی ذمہ داری حکومت پر ہو گی۔ مولانا عبدالحمید کا بیان عصر تک جاری رہا۔

○... کانفرنس قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

محمد سلیم۔ ایم اے بی ایڈ ڈسکہ

قادیانیت اور حضرت عیسیٰؑ

کذاب اعظم مرزا قادیانی اپنی ہی تحریروں اور کتابوں کی زد میں

کذاب اعظم اور کافر اعظم مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تحریریں اور قادیانیت کی کتابیں جھوٹے پر درج ذیل فتویٰ صادر کرتی ہیں۔

لعنت ہے مفتری پر خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ذرہ بھی اس کی جناب میں

(براہین احمدیہ ص۱۱ج۵)

"جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔"

(اربعین حصہ نمبر۳ ص۲۴۔ تحفہ گولڑویہ ص۱۳)

مرزا صاحب نے چشمہ معرفت ص۲۲۲ پر لکھا ہے جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔ مرزا صاحب اب اس بات پر قائم رہنا' بھاگنا نہیں' مرد زبان سے پھرا نہیں کرتے۔ قادیانیو! آؤ اپنے پیشوا کی اس بات کو یاد رکھ لو۔ اپنے پیشوا کی باتوں کی روشنی میں سچ اور حق کی پہچان کرلو۔ مرزا صاحب کے فتوے کی جانچ کرلو۔ اگر میری بات میں سچائی نظر آئے اور مرزا صاحب کذاب ثابت ہوجائیں تو پھر اس کھلی حقیقت کو تسلیم کرلو۔ ابھی توبہ کا وقت ہے۔ ابھی توبہ کے دروازے بند نہیں ہوئے۔ توبہ کرلو۔ لعنت بھیجو مرزا غلام احمد پر اور اپنی عاقبت سنوار لو۔ البشریٰ جلد۲ ص۱۰۵ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

"ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔"

پوری قادیانیت اور مرزا طاہر سے میرا یہ سوال ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کس مکہ یا مدینہ میں مرے۔ اگر تو مرزا صاحب مکہ اور مدینہ میں سے کسی بھی جگہ مرا ہے تو قادیانیت سچی ہے اور اگر آپ کا جواب نفی میں ہے تو پھر چشمہ معرفت کی رو سے اب مرزا صاحب کی کوئی بات بھی قابل اعتبار نہیں۔ وہ مردود اور کافر ہو کر مرا ہے۔ تم تو اپنی عاقبت مت خراب کرو۔ دوسرا حوالہ ازالہ اوہام کے ص۷۷ سے پیش کرتا ہوں۔

"قرآن شریف میں تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ درج ہے مکہ' مدینہ اور قادیان۔"

میرا قادیانیوں سے سوال ہے کہ مجھے قادیان شہر کا نام قرآن حکیم فرقان حمید سے دکھادیں۔ اگر آپ کا جواب نفی میں ہے تو پھر اپنے ہی فتویٰ کے مطابق "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں" کے بقول مرزا صاحب کو مرتد قرار دے لو۔ محترم میرے نزدیک تو مرزا صاحب اور ان کے پیروکار ویسے ہی مرتد اور کافر ہیں۔ اگر کسی کو شک ہو تو لیجئے خود فیصلہ کرلیجئے۔ قرآن حکیم نے بڑے صریح الفاظ میں فرمایا کہ ذالک الکتب لاریب فیہ "اس کتاب میں کوئی شک نہیں" مگر مرزا غلام احمد نے قرآن کی صریح آیات میں نہ صرف شک کیا بلکہ اس کا انکار کیا۔ قادیانی کہتے ہیں ہمیں غیر مسلم نہ کہو' ہمیں کافر نہ کہو' فیصلہ کریں جو آدمی قرآن کا صریحاً انکار کرے۔ قرآن کی نص میں شک کرے۔ اسے غیر مسلم اور کافر نہ کہا جائے تو پھر کیا کہا جائے جو نام تمہیں پسند ہے وہ بتادو تمہیں وہی کہہ لیتے ہیں مگر مسلم' مسلمان اور محمدیؐ تمہیں نہیں کہا جاسکتا۔ قرآن نے بڑے واضح الفاظ میں کہا۔

"اور محمدؐ تم میں سے (مردوں میں) کسی کے صلبی باپ نہیں' بلکہ وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں۔"

قرآن تو یہ کہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کشتی نوح میں کہے کہ۔

"میں خدا کی راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں۔"

کہہ کر ختم نبوت کا مکمل طور پر انکار کرے اور قرآن کی واضح آیت میں شک و شبہ پیدا کرے' پھر بھی اس کو کافر نہ کہوں تو کیا کہوں۔

مرزا صاحب نے جہاں بہت سے انبیاء کی توہین کی ہے وہاں اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات اور ان کے خاندان کو اپنی گندی سوچ اور غلیظ زبان کا خاص طور پر نشانہ بنایا ہے۔ آیئے مرزا کی غلیظ زبان سے حضرت عیسیٰؑ پر مقبرہ پڑھیں۔

"وہ ہر طرح سے عاجز ہی عاجز تھا۔ مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے۔ تولد پاکر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اٹھاتا رہا۔"

یہ بکواس اس نے براہین احمدیہ ص۳۴۹ مندرجہ روحانی خزائن حاشیہ ص۴۲۱۔۴۲۲ج۱) میں لکھی۔ ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۷۔ مندرجہ روحانی خزائن حاشیہ ص۲۹۱ج۱۱ میں آپ کے پورے خاندان کو ان الفاظ میں نشانہ تذلیل بنایا ہے۔

"اور آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔"

قادیانیو! سوچو تو سہی یہ ذات شریف اس قابل ہے کہ اسے پیشوا' امام اور نبی مانا جائے۔ اس کو تو وہی پیشوا مانے گا جس کی آنکھوں کا پانی ختم ہوگیا ہو۔ یہ ہے ایک نبی کی شان؟ مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاں تک ہوسکا حضرت عیسیٰؑ کی شان میں گستاخی کی۔ کشتی نوح حاشیہ ص۶۵ مندرجہ روحانی خزائن حاشیہ ص۷۱ج۱۹ میں حضرت عیسیٰؑ کو شرابی ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

"یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے' اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰؑ شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔"

ست بچن حاشیہ ص۱۷۲مندرجہ روحانی خزائن حاشیہ ص۲۹۶ج۱۰ میں لکھا ہے۔

"یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چال چلن' نہ خدائی کے دعویدار بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بد نتیجہ ہے۔"

ریویو ج۱ ص۱۲۴(۱۹۰۲ء)۔ "میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔"

معاذ اللہ حضرت عیسیٰؑ کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ضمیمہ انجام آتھم ص۵ مندرجہ روحانی خزائن حاشیہ ص۲۸۹ج۱۱ میں لکھا کہ۔

"آپؑ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت بھی تھی۔"

اگلے ہی صفحہ پر آپؑ کے معجزات کا بھی صاف انکار کردیا۔

"عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپؑ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔"

مرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کا اقرار تو قرآن بھی کرتا ہے تم کون ہوتے ہو انکار کرنے والے اور پھر ہٹ دھرمی یہ کہ ہمیں کافر اور غیر مسلم نہ کہو۔ یہ ساری باتیں کہنے کے بعد اب ذرا مرزا صاحب کے قول کا اندازہ کرو۔ ارے عقل کے اندھے جس نبی پر اتنے بہتان لگا رہے ہو اب وہی کیوں بن رہے ہو؟ ہے نا عقل ماری گئی مرزا صاحب کی! ایک طرف خود ہی مسیح ابن مریم کی اتنی تحقیر کررہا ہے اور دوسری طرف اپنی اہمیت جتا رہا ہے۔ دافع البلاء ص۱۳ مندرجہ روحانی خزائن ص۲۳۳ج۱۸ "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔"

ڈوب مرو مرزا صاحب! ایک طرف تو تم نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے حضرت عیسیٰؑ کو بدنام کرنے کے لئے۔ اب کس منہ سے خود مسیح موعود بن رہے ہو۔ شرم نہیں آتی ایسا

دعویٰ کرتے ہوئے؟ مرزا صاحب اس میں تمہارا بھی کوئی قصور نہیں۔ یہ تو خدائی فیصلہ ہے۔ بقول قرآن۔

"بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

مرزا صاحب! یہاں آپ کے ایک شعر کی تھوڑی سی توضیح ضرور کرتا چلوں۔ آپ کا فرمان ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اس شعر کو منطبق کرتا ہوں آپ کی اپنی تعریف کے مطابق آپ کا ذکر ابن مریم سے بہتر ہے یقیناً جو تعریف آپ نے ابن مریم کی فرمائی ہے اور ان کے خاندان کی فرمائی ہے۔ بالکل اس کے عین مطابق آپ کا ذکر چونکہ افضل ہے لہٰذا میں تائید کرتا ہوں کہ واقعی آپ کی شایان شان دس گنا افضل میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا خاندان بالکل ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷ کے بالکل عین مطابق ہے۔ آخر آپ کی شان بہتر ہے تو پھر یقیناً دس گنا تو اس کا ثواب آپ کو پہنچنا چاہئے۔

مرزا صاحب! آپ نے ایک جگہ جھوٹ بولا ہو یا قرآن کی تکذیب کی ہو تو لکھوں۔ آپ کا تو سارا لٹریچر فراڈ اور تکذیب پر مشتمل ہے۔ بات چونکہ حضرت عیسیٰؑ کے حوالے سے ہو رہی ہے۔ تو آپ نے بھی اس پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ کے آسمانوں پر زندہ اٹھائے جانے کے عقیدہ کی مخالفت کی اور رفع یسوع کے عقیدہ کے متعلق لکھا کہ حضرت عیسیٰؑ کو سولی پر چڑھایا گیا۔ پھر وہ زخمی حالت میں وہاں سے سری نگر پہنچے اور سری نگری میں کشمیر کی پہاڑیوں میں دفن ہوئے۔ مرزا طاہر صاحب! اور قادیانی مربیو! تم اپنے آپ کو مسلمان کہنے پر بضد ہو۔ بڑی کتابیں لکھے اور بحثیں کرتے ہو صرف قرآن کی اس آیت کا جواب دو۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم۔ بل رفع اللہ الیہ۔

"اور نہیں انہیں قتل کیا گیا اور نہ ہی انہیں مصلوب کیا گیا بلکہ وہ شبہ میں پڑ گئے بلکہ انہیں اللہ کی طرف اٹھا لیا گیا۔"

قرآن تو واضح الفاظ میں ان کے قتل کی نفی کرے اور سرے ہی سے ان کے مصلوب ہونے کی نفی کرے تو مجھے بتایئے مرزا صاحب کے پاس کون سی اتھارٹی ہے کہ وہ انہیں مصلوب کروا کر سری نگر پہنچاتے ہیں؟ مرزا صاحب کے ذاتی طیارے میں تو انہیں سری نگر نہیں پہنچایا گیا تھا؟ عیسائیوں کی اپنی روایتیں بھی یہ تسلیم کرتی ہیں کہ اصل عیسیٰؑ کو پھانسی نہ دی جا سکی۔ معلوم نہیں مرزا صاحب کو کہاں کی سوجھی جو ایسی بے تکی باتیں کرتے ہیں؟ مرزا صاحب! آپ اور آپ کے حواری کہتے ہیں کہ ان کی روح کو آسمانوں پر اٹھایا گیا۔ محترم ذات شریف روح تو ہر انسان کی آسمانوں پر اٹھائی جاتی ہے اگر حضرت عیسیٰؑ کی بھی روح ہی آسمانوں پر اٹھانا تھی تو بار بار تاکید اور تخصیص کی ضرورت ہی کیوں پڑی؟

مرزا طاہر صاحب! میری طرف سے آپ کو کھلا چیلنج ہے کہ آپ ان تین باتوں پر کسی بھی جگہ، کسی بھی وقت میرے ساتھ اور میرے جملہ اکابرین کے ساتھ مناظرہ، مباہلہ اور مقابلہ کریں۔ مگر مناظرہ اور مباہلہ پہلے لوگوں کی طرح خالی خولی نہیں ہوگا۔ اگر تم میدان میں ہارے یا نہ آئے تو ساری قادیانیت کو تائب ہونا پڑے گا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیج کر محمد عربی ﷺ کی غلامی کو اختیار کرنا ہوگا۔ اگر آپ کو یہ بات منظور ہے تو پاکستان کے کسی بھی گوشہ، کسی بھی شہر میں ہم مقابلہ و مناظرہ و مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ بے شک اس مناظرے کو ٹی وی اور ریڈیو پر نشر کرنے کا انتظام کرو تاکہ ساری قادیانیت پر روز روشن کی طرح ساری حقیقت واضح ہو جائے۔ شرائط مباہلہ و مناظرہ آپ کے چیلنج قبول کرنے پر طے ہوں گی۔ مرزا طاہر سے پہلی سطح پر چیلنج قبول نہیں ہوگا۔ مرزا طاہر یہ اعلان کرے کہ اگر وہ مناظرے یا مباہلہ میں ہارے گا تو پوری قادیانی جماعت قادیانیت سے تائب ہو جائے گی۔ مباحثے کی تین باتیں یہ ہیں۔

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی خدا کا سچا نبی تھا؟

۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی پر وحی بذریعہ جبرئیل آتی تھی؟

۳۔ حضرت عیسیٰؑ کو پھانسی دی گئی اور انہیں آسمانوں پر نہیں اٹھایا گیا؟

شیخ سعدی

اگرچہ عقلمند کے نزدیک خاموشی داخل ادب ہے لیکن مصلحت کے وقت یہی مناسب ہے کہ بولا جائے۔

۔۔۔ دو چیزیں خلاف عقل ہیں ایک تو بولنے کے وقت خاموش رہنا دوسرے خاموشی کے وقت بولنا۔

ادب چونکہ زندگی کا شعور ہے اور یہی زندگی کی تشکیل و تہذیب کا فریضہ بھی انجام دیتا ہے اس لئے موجودہ دور میں، میری نظر میں ادب کا سب سے اہم مسئلہ یہی ہے کہ باہمی نفرت و حقارت کا یہ دور جو تنگ نظر سیاست کا نمائندہ ہے کہیں ختم بھی ہو اور انسان کو انسان سے قریب تر کرنے اور ان میں ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کی بھلائی چاہنے کی امنگ بیدار کی جائے۔ یہ کام ادب ہی کے ذریعے ہو سکتا ہے اور ادب کو یہی کرنا بھی ہے۔ اگر اس وقت ادب کے ہاتھ خیر سگالی کے یہ جذبات اکسانے سے قاصر رہے تو مغرب و مشرق، مغرب و مشرق ہی رہیں گے سورج ایک کی گود سے ابھرا اور ایک ہی گود میں ڈوبتا رہے گا۔ لیکن انسانیت علاقہ داری کشمکش میں کچھ اس طرح مبتلا ہو جائے گی کہ زندگی کی شاہراہ پر ڈھونڈنے سے اس کا نشان نہ ملے گا۔ آیئے ہم اسی خیر سگالی کے جذبے کو اپنائیں اور انسانیت کی بقا کا سامان کریں۔

وفاقی وزارت تعلیم کا افسوسناک فیصلہ

وفاقی وزارت تعلیم کی طرف سے امسال فیڈرل بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن اسلام آباد کو مڈل اسٹینڈرڈ سالانہ امتحان کا انتظام سپرد کیا گیا تھا۔ بورڈ نے اپنے اکیڈمک سیل کے ذریعہ مڈل اسٹینڈرڈ کے امتحان کی پالیسی کے اعلان میں قرآن پاک ناظرہ اور عربی لازمی کو امتحان سے خارج کر دیا ہے۔ جبکہ اسلامیات (لازمی) اور مطالعہ پاکستان کے نمبرات ۱۰۰ سے نصف کرکے ۵۰ کر دیئے ہیں۔ فیڈرل بورڈ کے اس فیصلہ نے مسلم قوم کے نونہالوں کو قرآن کریم اور اس کی زبان عربی اور پاکستان سے متعلق معلومات سے ناآشنا کرکے اسلام دشمنی کا واضح ثبوت مہیا کر دیا ہے جبکہ تین سال قبل وفاقی محتسب کی ہدایت پر وفاقی وزارت تعلیم نے ناظرہ قرآن کو سرکاری مدارس میں لازمی قرار دے کر امتحان کے ۴۰ نمبر مقرر کئے تھے۔ یہ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ جس ملک کی بنیاد نظریہ اسلام پر رکھی گئی ہے اس میں قرآن کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں۔

بنابریں ہمارا مطالبہ ہے کہ مسلم قوم کے بچوں کو اسلام، قرآن اور نظریہ پاکستان سے بے بہرہ اور محروم نہ کیا جائے۔ قرآن مجید اور اسلام کے خلاف سازش کرنے والے افسران سے بازپرس کی جائے اور مڈل اسٹینڈرڈ کے امتحان کا اختیار بورڈ سے واپس لے کر ثانوی تعلیمی مدارس کو لوٹایا جائے جیسا کہ ملک کے چاروں صوبوں میں ہے۔

نیز سرکاری مدارس میں قرآن کریم کی تعلیم کا معقول انتظام کیا جائے۔ اور عربی و اسلامیات کو یکجا کرکے بی اے کی سطح تک لازمی مضمون قرار دیا جائے۔

منجانب مولانا قاری محمد نذیر فاروقی
سیکریٹری جنرل جمعیت اہل سنت اسلام آباد

اسلامی نظام عدل

پروفیسر صاحبزادہ عابد حسن

اسلامی نظام عدل بے مثال ہے اور مومن کی پوری زندگی اس کی زد میں آجاتی ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نظر نہیں آتا جس میں اس کے واضح اثرات موجود نہ ہوں۔

عدل کے لغوی معنی میں کسی چیز کو اس کے صحیح موقع و محل پر رکھنے کے ہیں' جس کی ضد ظلم ہے۔ اسی لئے اصطلاح میں اس سے مراد انصاف کرنا ہے اور ہر موقع پر اعتدال و توازن کی راہ اپنانا ہے۔ کائنات کے پورے نظام میں بھی یہی نظام جاری و ساری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان۔

یعنی۔ "اللہ تعالیٰ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔"

گویا کہ عدل صفت خداوندی ہے اور اس نے اپنے بندوں کو بھی اس صفت کو اپنانے کا حکم دیا ہے۔ قانون کی بنیاد بھی عدل پر ہی ہوتی ہے کیونکہ عدل نہ ہو تو قانون بھی بے فائدہ ہے۔ جس معاشرے میں عدل کا وجود نہ ہو وہ معاشرہ افراتفری' عدم مساوات اور ظلم و ناانصافی کا شکار ہوجاتا ہے۔ کمزوروں اور بے سہاروں کو صرف قانون عدل سے ہی تحفظ مل سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں چھوٹے بڑے' امیر غریب' بادشاہ و فقیر سب کے لئے حقوق مقرر کرکے ان کے تحفظ کا حکم دیا گیا ہے۔ کسی ظالم کو اس کے ظلم کی بنا پر اسی صورت میں سزا مل سکتی ہے۔ جب نظام عدل قائم کیا جائے تاکہ وہ آئندہ کسی کے حقوق غصب کرنے یا کسی پر ظلم کرنے کی جسارت نہ کرسکے۔

اسلام نظام عدل میں انفرادی و اجتماعی طور پر مومن کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرہ کو عدل کی بنیاد پر تعمیر کرے۔ چنانچہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذاتی اغراض سے بے نیاز ہو۔ فریقین کے معاملے میں حسن سلوک کرتے ہوئے عدل کی راہ اختیار کرے۔ کسی کی ناجائز جانبداری نہ کرے اور ان میں فیصلہ کرتے ہوئے جوش و غضب سے دور رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ۔ "کسی قوم کی عداوت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس کے ساتھ عدل نہ کرو۔ تم ہر حال میں عدل کیا کرو کہ تقویٰ کی شان کے مناسب یہی بات ہے۔"

حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ مومنوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ اس معاملے میں آپ ﷺ نے اپنے عمل سے اس آیت کی جو تفسیر فرمائی ہے۔ دشمنان اسلام بھی اس کے معترف ہیں۔ اپنے ہوں یا بیگانے۔ آپ ﷺ نے سب کے ساتھ عدل و انصاف کا معاملہ فرمایا۔ کبھی اپنی ذات کو بدلے کے لئے پیش فرمایا۔ کبھی اپنے عزیز و اقارب کے لئے اسی نظام عدل کے تحت قانون مساوات کو نافذ کیا۔ جنگ بدر میں جب ستر کفار قریش گرفتار کرکے لائے گئے تو فیصلہ یہ کیا گیا کہ انہیں فدیہ لے کر رہا کردیا جائے۔ ان میں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور آپ ﷺ کے داماد ابوالعاص بھی تھے۔ اہل مدینہ نے ان کے فدیہ میں کمی تجویز کی تو آپ ﷺ نے انکار فرمادیا اور فرمایا کہ ان سے ایک درہم بھی کم نہ لیا جائے کیونکہ عدل کا یہی تقاضا ہے۔ اسی طرح ایک یہودی قرض خواہ نے آنحضرت ﷺ کی چادر مبارک کو پکڑ کر کھینچا تو موقع پر موجود سیدنا عمر فاروقؓ اس بات کو برداشت نہ کرسکے۔ پیشتر اس کے کہ وہ یہودی کو مارتے آپ ﷺ نے روکا اور فرمایا کہ عمرؓ تمہارا یہ حق نہیں کہ اسے مارو۔ بلکہ عدل کا تقاضا یہ ہے کہ تم مجھے قرضہ بروقت ادا کرنے کی تلقین کرو اور اسے سمجھاؤ کہ مقررہ معیاد سے پہلے ادائیگی کا مطالبہ صحیح نہیں۔ ایک عورت نے آپؐ سے اپنے شوہر کی گھر والوں سے عدم توجہی کی شکایت کی تو آپؐ نے اسے بلا کر ارشاد فرمایا کہ تم پر صرف اللہ تعالیٰ کے ہی حقوق نہیں بلکہ اس کے بندوں کے بھی حقوق ہیں' مہمانوں کا بھی حق ہے اور خود تمہارے اپنے وجود کا بھی حق ہے۔ گھر والوں کا بھی حق گویا کہ انفرادی عدل قائم کرنے کے لئے لازم ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے کرنے کے ساتھ ساتھ حقوق النفس کا خیال رکھا جائے اور ان میں عدل و توازن اسی طرح قائم رکھا جاسکتا ہے کہ انسان کسی کے حق میں کمی یا زیادتی نہ کرے اور عدل و انصاف کی راہ اپنائے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ ●●

قطعہ تاریخ وفات حضرت درخواستیؒ

مخزن علم کے لاکھوں میں وہ بانٹ بھی گئے
مجموعی طور پر تو ان کے ساتھ ہی گئے
فی الحال بدل ان کا اس جہان میں نہیں
"حضرات آہ!" کہوں ہوں کہ درخواستیؒ گئے

محمد یوسف سجاد' دنیاپور' ضلع لودھراں' پنجاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی شوریٰ کے فیصلے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی مجلس شوریٰ کا اجلاس مولانا حافظ عبدالرحمن ٹاؤن شپ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد (ربوہ) میں شرکت کا بھرپور فیصلہ کیا گیا۔ طے ہوا کہ کئی بسوں پر مشتمل قافلہ ۱۲/۱۳ ستمبر بروز بدھ بعد نماز عشاء مرکز ختم نبوت جامع مسجد عائشہؓ سے روانہ ہوگا۔ جس کی قیادت مولانا ظفر اللہ شفیق' محمد اسماعیل شجاع آبادی کریں گے۔

○... اجلاس میں کئی ایک قراردادیں منظور کی گئیں۔

ایک قرارداد میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی مرزائیت نوازی کی بھرپور مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ وزیر اعلیٰ نے راجہ منور احمد قادیانی کو مشیر اعلیٰ پنجاب کے عہدہ پر فائز کرکے اپنے چہرہ سے قادیانیت کا نقاب الٹ دیا ہے۔ نیز اخباری رپورٹ کے مطابق راجہ منور احمد نے سرگودھا میں قادیانی عبادت گاہ کا افتتاح کرکے امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کرکے ملکی قانون کا منہ چڑانے کی کوشش کی ہے۔ لہٰذا مشیر مذکور کو اس اہم عہدہ سے علیحدہ کرکے اس کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔سی کے تحت کارروائی کی جائے۔ ورنہ مجلس یہ کہنے میں حق بجانب ہوگی کہ پنجاب پر عملاً قادیانیوں کی حکومت ہے۔

○... ایک اور قرارداد میں کہا گیا کہ میاں منظور وٹو کا قادیانی باپ مسلسل قادیانیت کی تبلیغ میں مصروف ہے۔ جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا سید امیر حسین گیلانی کی اطلاع کے مطابق اس نے ایک نوجوان کو قادیانی بنالیا ہے۔ یہ اجلاس اوکاڑہ کی ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ میاں جہانگیر وٹو کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔سی کے تحت کیس رجسٹرڈ کرکے گرفتاری عمل میں لائی جائے۔ نیز یہ اجلاس میاں منظور وٹو سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے قادیانی باپ کو ملکی قانون کا پابند کریں۔ بصورت دیگر مسلمانان پاکستان اس منافق کی حکومت کے خلاف تحریک چلانے پر مجبور ہوں گے۔

○... یہ اجلاس آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں شامل اٹھارہ مذہبی جماعتوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ میاں منظور وٹو کی قادیانیت نواز حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کریں۔ لاہور کے مسلمان ہراول دستہ ثابت ہوں گے۔

○... اجلاس میں حافظ عبدالرحمن' مولانا محب النبی' مولانا ابن مسعود ہاشمی' قاری نذیر احمد' مولانا عبدالرحمن' قاری جمیل الرحمن اختر' خواجہ عزیز الرحمن' خالد سعید جانباز' مولانا محمد غازی' میجر ریٹائرڈ عنایت اللہ' حافظ محبوب الٰہی' قاری محمد اسلم عثمانی' مولانا محمد احمد مجاہد' محمد یامین سمیت کئی ایک جماعتی اراکین نے شرکت کی۔ ●●

قادیانی شعبدے

از قلم: محمد طاہر رزاق

- جھوٹی نبوت کے جگر پر قلم کے نشتر
- قادیانیت کے نجس وجود کی سرجری
- مرزا قادیانی کی شخصیت بے حیثیت پر عوامی قہقہے
- قادیانی نبوت کی شناخت پریڈ

دیباچہ نگار

- عطاء الحق قاسمی
- صاحبزادہ طارق محمود
- ڈاکٹر محمد یونس بٹ • شفیق مرزا

○ اعلیٰ سفید کاغذ ○ خوبصورت پرنٹنگ ○ انتہائی نفیس چہار رنگہ ٹائیٹل ○ صفحات: ۲۸۰

قیمت: ۷۵ روپے

مجاہدین ختم نبوت کیلئے صرف ۴۰/- روپے ۱۰ روپے ڈاک خرچ

ایک ایسی کتاب جسے آپ کا ذوقِ مطالعہ ایک ہی نشست میں پڑھ جائے گا

شائع کردہ:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ، ملتان

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی "دار المبلغین" کے زیر اہتمام

پندرہ روزہ سالانہ "رد قادیانیت کورس"

۱۵ر شعبان تا ۳۰ر شعبان ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۷ر جنوری تا ۳۱ر جنوری ۱۹۹۵ء
بمقام مدرسہ و دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ) ضلع جھنگ

○ عالمی مجلس کی مجلس عمومی نے اس سال فیصلہ کیا کہ سالانہ "رد قادیانیت کورس" "صدیق آباد (ربوہ) میں ہوگا۔

○ اس کورس میں ممتاز علماء کرام، مناظرین اسلام، اسکالر حضرات لیکچر دیں گے۔

○ اس کورس میں شریک حضرات کو رہائش، خوراک، کاپی پنسل کے علاوہ عالمی مجلس کی کتب کا منتخب سیٹ اور ڈیڑھ صد روپیہ نقد وظیفہ دیا جائے گا۔

○ کورس میں شرکت کے لئے علماء، خطباء، دینی مدارس کے سال چہارم سے اوپر کے طلباء، انڈر میٹرک یا اس سے اوپر کے اسکولوں و کالجوں کے اسٹوڈنٹس، سرکاری و غیر سرکاری ملازمین اور جدید تعلیم یافتہ حضرات درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔

○ ہر روز چار وقت کلاسیں لگیں گی۔ ۱۔ صبح کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ۔ ۲۔ آٹھ بجے سے ساڑھے گیارہ بجے دن۔ ۳۔ بعد از ظہر تا عصر۔ ۴۔ مغرب یا عشاء کے بعد دو گھنٹے (گویا ہر روز نو سے دس گھنٹہ تک تعلیم ہوگی)۔ جسمانی ورزش و تعلیم دفاع عصر تا مغرب علاوہ ازیں ہوگی۔

○ اس کورس میں شریک ہونے والے حضرات کو دلائل و براہین سے پندرہ روز میں اتنا مسلح کر دیا جائے گا کہ وہ چلتے پھرتے ختم نبوت کاز کے مبلغ و مجاہد ثابت ہوں گے۔

○ عالمی مجلس کے اس تاریخ ساز فیصلہ پر عملدرآمد کرنا ہر مسلمان، تمام مقامی جماعتوں، مبلغین حضرات و اراکین شوریٰ و اراکین مجلس عمومی کا فرض اولین ہے۔

○ دینی مدارس کے مہتمم حضرات و شیوخ حدیث سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس مہم میں عالمی مجلس کی سرپرستی فرمائیں۔

○ تمام رفقاء آج سے محنت شروع کریں۔ رفقاء کو اس غنیمت موقع سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے تیار کریں۔ ان کی فہرستیں بنائیں اور سادہ کاغذ پر جملہ کوائف کے ساتھ ان کی درخواستیں ذیل کے پتہ پر ملتان بھجوائیں۔

○ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا لازمی ہے۔

الداعی :- عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مرکزی دفتر۔ حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون نمبر ۔۴۰۹۷۸